

133

ایجندٹا**برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب****منعقدہ، 19-جنون 2009****تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ****سرکاری کارروائی****سالانہ بحث بابت سال 10-2009 پر عام بحث جاری رہے گی**

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 19- جون 2009

(یوم الحجع، 25- جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 نج کر 5 منٹ پر زیر
صدرات جناب قائم مقام سپیکر رانا مشود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُۚ سُنَّةُ اللَّهِ فِي الَّذِينَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلٍ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدْرًا مَقْدُورًا۝ الَّذِينَ يُبْلِغُونَ رِسَالَتِ
اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُۚ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُۚ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا۝ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَۚ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۝
وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۝

سُورَةُ الْأَحْرَابِ آیات 38 تا 42

نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی، اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے ۰ وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے اور اللہ بس ہے حساب لینے والا ۰ محمد تھا رے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۰ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو ۰ اور صبح و شام اس کی پاکی بولو ۰

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا بَلَاغٌ ۝

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
 میرا دل اور میری جان مدینے والے
 تنجھ پ سو جان قربان مدینے والے
 تیرا در چھوڑ کے جائیں تو کدھر جائیں
 میرے آقا، میرے سلطان مدینے والے
 اب نہ رکھ بے سرو سامان مدینے والے
 بھر دے، بھر دے میرے داتا میری جھوٹی بھر دے
 میرا دل اور میری جان مدینے والے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حکومتی بچوں کا بجٹ میں اتنا interest ہے کہ سند ہو صاحب ابھی نعت کے دوران آئے ہیں۔ ایک وزیر نہیں ہے، ایک مشیر نہیں ہے، ایک پارلیمنٹی سکرٹری نہیں ہے، ایک چیئرمین نہیں ہے، ایک ممبر بھی نہیں آیا انہوں نے جو اپنا document embarrassed کیا ہے، کیا اس پر They haven't legislative stand on to defend this document to be presented. مربانی فرماء کر اس کا سختی سے notice لیں۔ آپ اسے سپیکر ہیں اور neutral ہیں اس لئے آپ اس پر حکومت کی کھچائی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر Chair کی طرف سے اس سے بڑی اور کوئی statement نہیں ہو سکتی کہ اجلاس کا 9.00 بجے کا شام تھا۔ حکومتی بچوں پر کوئی موجود ہے یا نہیں لیکن ہم نے ہاؤس کی proceeding start کر دی ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو آپ کی credit neutrality کو جاتا ہے لیکن ان کی اس بات پر سرزنش ہونی چاہئے۔ چونکہ اس وقت ہماری بات سنبھلنے کے لئے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ لہذا میں کورم point out کرتا ہوں۔ آپ گتنی کروالیں اگر کورم پورا ہے تو اجلاس جاری رکھیں۔ ہم نے آپس میں تو باتیں نہیں سنائیں بلکہ ہم نے تو ان لوگوں سے بات کرنی ہے جو decision makers ہیں جو اس کے اندر پنجاب کی عوام کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ہم ان کمزوریوں کو واضح کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم کس کے سامنے کریں؟ لہذا مربانی فرماء کر گنتی کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں ضابطے کی کارروائی کے مطابق پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی چائیں so don't think آکہ اس میں کورم پورا ہو سکے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! process follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: حکومتی بخوبی والوں کو یہ realize کرنا چاہئے تاکہ آج جمہ ہے اس لئے آج اجلاس جلدی ختم ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلے پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے، ویسے پتا ہی ہے کہ اس میں کیا ہونا ہے۔ Rules of Procedure کے اندر quorum کے بارے میں بڑا واضح ہے کہ:-

5. Quorum (1) If at any time during a sitting of the Assembly, the attention of the Speaker is drawn to the fact that members less than one-fourth of the total membership of the Assembly are present, he shall suspend the sitting and shall order the bells to be rung for five minutes and if after the said period there is still no quorum, he shall adjourn the Assembly for fifteen to thirty minutes.

اسمبلی adjourn کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی تھاریک استحقاق take up ہوئی تھیں اور میرا خیال یہ ہے کہ ہم ہاؤس کی proceeding start کر لیتے۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے بھی مجھے پیغام آیا تھا اور زیادہ تر تھاریک استحقاق قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے ممبران کی طرف سے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کس کو سنانے کے لئے بات کریں؟ وزیر قانون صاحب نہیں ہیں، کوئی اور وزیر صاحب نہیں ہیں تو ہم کس کے لئے address کریں؟ غالباً بخوبی کو سنانا تو مقصود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ اب ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے اور آدھے گھنٹے کے بعد ہم دوبارہ اکٹھے ہوتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر کورم پورانہ ہونے کے باعث اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کردی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھے گھنٹے کے وقت کے بعد 10 نج گر 58 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر

رانا مشود احمد خان کر سی صدارت پر متمن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔

محمد محسن خان لغاری: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت گھری کی سویاں 9 نج گر 20 منٹ پر گئی تھیں۔ میں بھی

کورم پورا کرنے کے لئے بھاگ کر آیا ہوں اس لئے میر انسان گھبی چڑھا ہوا ہے اس کے لئے معذرت

چاہتا ہوں۔ قانون یعنی rules جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ آدھے گھنٹے کے بعد automatically count ہو کر اگر کورم پورانہ ہو تو House for the day urgent ہو جاتا ہے۔ میری جو قانون اور

rules کے بارے میں سمجھ ہے۔ آپ ابھی نوٹ کریں گیا رہ نج رہے ہیں۔ 9 نج گر 20 منٹ سے لے

11 بجے تک ایک گھنٹہ اور چالیس منٹ ہیں۔ اس قسم کی بیزیں جب ہوتی ہیں تو ہم خود ہی rules، آئین

اور قانون کو جب flout کرتے ہیں تو ان کو کمزور کرتے ہیں، ان کی enforcement سے یہ اسمبلی مضبوط

ہو گی اور جب اس اسمبلی کے بنائے ہوئے rules پر جب ہم عملدرآمد کریں گے تو یہ اسمبلی مضبوط

ہو گی تو جموروی نظام مضبوط ہو گا۔ ہم ڈکٹیٹر شپ کی باتیں کرتے ہیں اور ڈکٹیٹر شپ پر blame کرتے

ہیں۔ آج جو قانون کی اتنی violation ہوئی ہے یہ کسی ڈکٹیٹر شپ نے نہیں بلکہ اسی جموروی

اسمبلی کے ہمارے اپنے بھائیوں نے کی ہے۔ میں اس میں آپ کو بھی blame کروں گا کہ آپ نے آدھے

گھنٹے کو ایک گھنٹہ چالیں منٹ بنایا۔ مرباٹی فرمائیں اور آئندہ ایسی چیز نہ ہو۔ مجھے اس پر آپ کی

چاہئے اور اگر اس پر کوئی رو لگ نہیں ہے تو وہ بھی دے دیں کہ آدھے گھنٹے سے کتنا آگے
بڑھایا جاسکتا ہے۔ ہونی چاہئے۔—

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب پسیکر! یہ ایوان کا تامض ضائع کر رہے ہیں۔

Mr. Acting Speaker: No cross talks please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب پسیکر! یہ چیز بھی note کرنی چاہئے۔ میں ابھی بھاگ کر آیا ہوں تاکہ کورم پورا ہو اور ہمارے سارے ممبران نے بھی اس کورم کو پورا کرنے کے لئے اپنا جموروی کردار ادا کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب پسیکر آج صحیح جب ہاؤس شروع ہوا اس وقت جو حالات تھے اس کے مجھ سے زیادہ بہتر آپ گواہ ہیں کہ وہ حالات کسی جموروی رویے کے آئینہ دار نہیں تھے، اس لئے آپ اس چیز کا notice لیں اور اس پر مجھے آپ کی رو لگ بھی چاہئے کہ آدھے گھنٹے کو maximum کتنا بڑھایا جاسکتا ہے، اگر ہم ایک دفعہ discretionary power define کر دیں تو اسندہ کے لئے آسانی رہے گی۔

جناب تامض مقام پسیکر: جی، لاءِ منیر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثانے اللہ خان): جناب پسیکر! میں پسلے تو قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے تمام اراکین کا اس بات پر مشکور ہوں کہ انہوں نے کورم پورا کرنے کے لئے اپنا positive کردار ادا کیا ہے۔ معزز رکن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rules روایات سے بڑھ کر نہیں ہوتے بلکہ روایات ہمیشہ overlap کرتی ہیں جبکہ وہ قانون اور آئین کو نہیں کر سکتیں۔ یہ روایت ہے کہ جب بھی پسیکر House adjourn کرتا ہے مثال کے طور پر آج آپ کہیں کہ کل 9.00 بجے اجلاس ہو گایا ہیسے پسلے دن اجلاس تھا اس دن آپ نے کہا تھا 3.00 بجے اجلاس ہو گا۔ اس دن پارلیمنٹی پارٹیز کے اجلاس ہوتے ہیں اس لئے اس میں تھوڑی بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اجلاس کا تامض 3.00 بجے کا مقرر ہے لیکن وہ چار یا ساڑھے چار بجے شروع ہوا۔ یہ ایک روایت ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اتنی detail میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب والا دوسرا بات یہ ہے کہ There is a difference between baboos and politicians ایک ممبر جس نے اپنے حلے کے معاملات کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ آپ کے بھی علم میں ہے کہ لوگ صحیح آپ کے گھر یا آفس آ جاتے ہیں اور آپ straightaway دھکا دے کر

نہیں آ سکتے اس لئے اس میں تھوڑی بہت دیر ہو جاتی ہے۔ جس آدمی نے صرف اپنے آفس جانا ہے اور شام کو گھر آ جانا ہے اس میں تھوڑا سافر ق ہے۔

جناب سپیکر! میں تیسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی درخشنده روایات ہیں کہ یہاں پر جب قانون سازی ہو گی تو without quorum ہو گی اور کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جب بجٹ اجلاس میں ووٹنگ ہو گی تو کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، جب تھاریک motions ہوں گی تب بھی کورم پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے لیکن اس کے علاوہ وقفہ سوالات، تھاریک استحقاق، تھاریک التوانے کا، بجٹ پر تقاریر یا عام بحث کے دوران کبھی بھی کورم point out ہو تو لغارتی صاحب نے کہا کہ آپ نے اتنا تمام لگا دیا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ آپ کے چیمبر میں ہمارے، قائد حزب اختلاف اور معزز ارکین اپوزیشن جن میں چودھری مونس صاحب بھی تھے اس بات پر مذکرات ہوتے رہے ہیں کہ ہم بیٹھ کر اس بات کو طے کریں کہ اس ہاؤس کی جو دیرینہ روایات ہیں کہ کن کن موقوں پر کورم point out ہوتا ہے اور کن موقوں پر نہیں ہوتا۔ چونکہ اس پر بات ہوتی رہی ہے اس لئے یہ تاخیر ہوئی ہے اور اسی دوران ممبر ان بھی پورے ہو گئے ہیں لیکن اس کے باوجود میں اپوزیشن کے آج کے ثبت کردار پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر! جی، چودھری صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب نے روایات کی بات کی ہے۔ روایات میں یہ ہے کہ کبھی حکومتی بچوں اور کبھی اپوزیشن بچوں نے اپنے خیالات کے لئے، اپنی ترجیحات کے لئے، اپنی باتوں کے لئے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہیں لیکن ان روایات کو آگے بڑھایا جاتا ہے چونکہ rules of the house کے آڑے آیا کرتے ہیں۔ rules کے بارے میں کہا گیا ہے کہ rules are not for the fool wise men make them and wise men abide them کہیں ہوتی ہے تو اس میں حکومتی بچوں نے ہاؤس چلانے کے لئے اپنی ترجیحات سامنے رکھنا ہوتی ہیں۔ اگر اس کمیٹی میں ہمارے ساتھ یہ طے کیا جاتا تو ہم اسی وقت مان جاتے لیکن جو بات طے نہیں ہوئی تھی ہمارے ساتھیوں نے اسی کو agitate کیا ہے۔ پھر exact 31 minutes پر ہمارا جانا بھی بنتا تھا۔ ہم یہاں سے چلے جاتے تو گورنمنٹ کا آج کا دن شروع نہیں ہو سکتا تھا چونکہ آج یہاں قائد حزب اختلاف نے یہ debate open کرنا تھی۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم ہمیشہ ہاؤس کی بہتری، روایات کی بہتری

اور اس ادارے کی بہتری کے لئے تعاون کرتے ہیں۔ چونکہ یہ ادارہ بہت سے خطرات میں گھرا ہوا ہے لیکن حکومتی بخوبی کو اس کا ادارہ نہیں ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جیسے آج سے پانچ جھنگ سال پہلے یہ روایت شروع ہو چکی ہے کہ اس ادارے نے اپنی عمر پوری کی ہے۔ اگر اب اس ادارے نے اپنی عمر پوری کرنی ہے تو وہ رویوں سے کرنی ہے۔ ہمارے لئے آپ کی ذات، آپ کی کرسی اور آپ کا conduct بہت زیادہ قابل احترام ہے۔ آپ ہمیں جو بھی کہیں ہم مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے لیکن اپنی معروضات پیش کرنا بھی ہمارا فرض بنتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر آج آپ اکتسیسویں منٹ پر اندر آ جاتے تو چاہے کم ممبر بھی ہوتے تو یہ کام ہوا جاسکتا تھا لیکن آپ ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر سے آئے ہیں۔ اب اس کو روایت نہیں بنالینا چاہئے، اسے مثال نہیں بنالینا چاہئے بلکہ آئندہ چلنے کے لئے ایڈوائزری کمیٹی کی مینگ بلائی جائے اور اس میں ہمیں بتایا جائے کہ آپ کو کس چیز سے convenience ہوتی ہے میں اور میرے ساتھی آپ کو وہ تمام convenience دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں دوبارہ استدعا کرتا ہوں کہ آج کے واقعہ کو مثال نہ بنایا جائے اور آج روونگ دیں کہ آئندہ اس ڈیڑھ گھنٹے کو مثال کے طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا۔ جیسے جذر ضمیم الحق نے آئین میں اپنانام لکھا کہ ساتھ لکھ دیا تھا کہ یہ سبیش کیس ہے آئندہ اس کے اندر یہ نہیں لکھا جائے گا اسی طرح آپ بھی یہ فرمادیجئے کہ آج یہ special circumstances میں ہوا ہے جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاءِ منصور صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانتانے اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کی بات سے صرف اتنی ترمیم کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ آپ اس روونگ کو pending فرما لیں اور آج اجلاس کے بعد بہنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہو جائے اور اس میں یہ دونوں باتیں مطے ہو جائیں، نہ تو اس بات کو مثال بنایا جائے کہ اجلاس زیادہ دیر سے شروع کیا جائے اور نہ یہ کیا جائے کہ عام بحث اور وہ hours جن کے لئے روایت ہیں کہ کورم point out نہیں کیا جاتا ان میں کورم point out نہ کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! غلط روایات شروع نہ کریں۔ اگر حکومتی بخوبی کی طرف سے کوئی بھی نہ ہو اور پھر بھی یہ کہا جائے کہ کورم کیوں point out کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک غلط روایت ہے اس لئے بری روایات کو جنم نہیں دینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس پر صرف اتنی بات کہوں گا کہ سید ہمیشہ یہ کہ Chair impartial ہوتی ہے۔ جب میں صحیح موجود تھا تو اس وقت حکومتی بخوبی موجود نہیں تھا لیکن جب ہم ہاؤس کی روایات کی بات کرتے ہیں تو ہم نے بروقت ایوان شروع کیا اور جب کورم point out ہوا تو ہم نے ایوان کو آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کر دیا۔ Rules کے اندر بالکل 30 minutes لکھا ہوا ہے کہ after 30 minutes assemble کیا جاتا ہے۔ ہم نے اسی مقصد کے لئے ہاؤس تھوڑا تاخیر سے assemble کیا ہے۔ میں اس حوالے سے بالکل اپنی رولنگ بھی دوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ کل جب ایوان کی کارروائی شروع ہو گی تو میری رولنگ آئے گی۔ میرا خیال ہے اب ہم بجٹ اجلاس کو باقاعدہ شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق take up کی جائیں گی۔

محترمہ انبساط حامد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ ہاؤس کا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے اس لئے بجٹ پر بحث کے لئے ایک دن مزید بڑھادیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب تمام پارلیمانی لیڈر اور قائد حزب اختلاف ایڈ وائزری کمیٹی میں بیٹھیں گے تو اس حوالے سے بھی بات ہو گی۔ اس بارے میں کوئی فیصلہ کر لیں گے۔ جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: اعوذ بالله من الشیطان الرجيم۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ اور ہاؤس کی معاونت چاہوں گی۔ جس دن بجٹ پیش ہوا اس روز ایک چھوٹی سی غلط فہمی کی وجہ سے ایک مسئلہ کھڑا ہوا اور اس کی وجہ سے کافی problem ہوئی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ ہمارا آپس کا مسئلہ ہے ہم خود ہی اس کو مل بیٹھ کر طے کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! Let the Chair decide! محترمہ کو بات کر لینے دیں اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا۔ ویسے محترمہ صبا صادق! جن کا مسئلہ ہے ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں بھی ہاؤس کی خاتون ممبر ہوں، مجھے اجازت دیں۔ چونکہ اس دن میں خواتین کے ساتھ بیٹھی تھی۔ بلاشبہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شادت صرف پیپلز پارٹی کے لئے نہیں بلکہ ہم سب پاکستانیوں کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔ چونکہ میں ان کے پاس بیٹھی تھی اور کچھ ایسے remarks تھے کہ جن کا محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔ میں چاہوں گی کہ آپ ہاؤس کی سینئر خواتین کی ایک کمیٹی بنادیں جو دونوں اطراف کی بات سن کر مسئلے کو اچھے اور احسن طریقے سے resolve کریں۔ بجائے اس کے کہ میدیا بابر کے لوگ ہم پر طنز کریں، ہم خود اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں۔ میری خواہش ہے کہ اس وقت ملک ان حالات کا متحمل نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان مسائل کا حل اچھے طریقے سے نکالیں، انہیں اچھے انداز سے solve کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تھوڑا سا آپ کو بتا دوں کہ اس حوالے سے کچھ بات ہو چکی ہے اور اس بارے میں ابھی قائد حزب اختلاف بات کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ ان کا issue نہیں ہے۔ یہ ہمارا issue ہے۔ ہم اس کو بعد میں خود ہی طے کر لیں گے۔

محترمہ صبا صادق: چودھری صاحب کو شاید میری بات پسند نہیں آئی مگر بھی شیست پاکستانی، بھی شیست ممبر میر افرض ہے۔ یہ بہنیں بھی میرے لئے قابل احترام ہیں، پیپلز پارٹی کی بہنیں بھی میرے لئے قابل احترام ہیں۔ اس وقت ہمیں صرف پاکستان کی سوچ رکھنی چاہئے۔ چودھری ظسیر الدین صاحب اپنی سوچ سے باہر نکل کر بات نہیں کرتے، یہ نہیں دیکھتے کہ اس وقت ملک کی کیا صور تحال ہے، یہ نہیں دیکھتے کہ ملک میں دہشت گردی کیسے پھیل رہی ہے۔ طنز کرنا یا جملے کسنا ہمارا شیوه نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قوم کی خدمت کے لئے جنائزے، اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو ذمہ داری دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنا registered point کرادیا ہے۔ اب تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف اس حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں، بہتر ہے کہ وہ بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنی colleague کا خاتون ہونے کے ناتے سے احترام کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دونوں پارٹیوں کی خواتین کے درمیان جو بات ہوئی

ہے اس حوالے سے جب بات ہو گی تو دوسرا جانب سے جواب آجائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز جل رہی ہے تو اس پر تینیں پہنچنے والوں کو سمجھانا چاہئے۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ میدیا اس کو اچھا لے گا، میدیا غلط طور پر پیش کرے گا، میدیا تماشا بنائے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ میدیا کے لوگ نہایت ہی ذمہ دار ہیں۔ میدیا کے بارے میں ایسی بات نہیں کہنی چاہئے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! چودھری صاحب میری بات کو غلط طور پر interpret کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): جناب سپیکر! ریکارڈ گواہ ہے کہ میں نے میدیا کے بارے میں جو کچھ کہا وہ میدیا نے سنائے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں میدیا نے جو کچھ دیکھا وہی کہا اور آئندہ بھی میدیا جو کچھ دیکھے گا، سنے گا وہی کہے گا۔ ہمیں اپنے اعمال کو خود درست کرنا چاہئے، ہمیں اپنے conduct کو خود بہتر کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے گھر کو خود بہتر کرنا چاہئے اگر ہم اپنے گھر کو بہتر کرنے کی وجہے دیکھنے والوں کو برا کیسیں گے تو یہ ایک بُری روایت ہو گی۔ مربانی فرمائیے گا۔ مตاثرہ ممبران یا پارٹیاں آپس میں بات کر لیں گی۔ آج ایوان کو آرام سے چلنے دیں۔ یہ کام نہ کریں، یہ کردار اچھا نہیں ہے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں انتہائی ادب سے کہوں گی کہ چودھری ظسیر الدین صاحب نے میری اس بات کو غلط interpret کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میر اخیال ہے کہ ہم اس بات کو مزید آگے نہ بڑھائیں۔ اس حوالے سے بات ہو چکی ہے اور ابھی اس معا靡ے کو ہم ہاؤس میں up take بھی کر رہے ہیں۔ جب اس کو take up کیا جائے گا تو اس وقت بات ہو جائے گی۔ ابھی کچھ دیر بعد ہم تحریک استحقاق کے ذریعے اس کو up take کریں گے۔ لہذا سب تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤ الدین: پاؤ انٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدار! اب ایوان کو ایجاد نہ کے مطابق چلا لیں۔ آپ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ پنجاب کی عوام ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ ہم لوگ discussion کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔ خدا کے لئے بحث برائے بحث میں نہ پڑیں۔ اس ہاؤس کی کارروائی کو ایجاد نہ کے مطابق چلا لیں۔ ابھی جمعہ کی نماز کا اعلان ہو جائے گا۔ جمعہ پڑھنا ہے اور جس نے نہیں بھی پڑھنا اس نے بھی بھاگ جانا ہے۔ مربانی کر کے ایوان کو ایجاد نہ کے مطابق چلا لیں۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 16 بابت 2009 کو take up کیا جاتا ہے جو کہ چودھری ظسیر الدین صاحب، جناب محمد شفیق خان صاحب، چودھری شیر علی صاحب، چودھری موسیٰ الہی صاحب، جناب منور حسین مخ صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور انجینئر شزاد الہی صاحب کی طرف سے ہے۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2008

کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متعلقاً ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ section-II کے The Punjab Bait-ul-Mal Act, 1991 میں

: کہ provided ہے کہ

“11. LAYING OF ANNUAL REPORT BEFORE THE ASSEMBLY:-

- (1) The Council shall, not later than 15th day of March in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.
- (2) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ section-5 کے تحت اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور پر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے۔

5. Utilization of the Bait-ul-Mal.

- (1) The Bait-ul-Mal shall be administered by the Council in the manner prescribed and shall

be utilized for the following purposes, namely:-

- (i) relief and rehabilitation of the poor and the needy particularly poor widows and orphans;
- (ii) Educational assistance to the poor and deserving students;
- (iii) medical assistance to the poor;
- (iv) charitable purposes;
- (v) any other purpose of public utility particularly where the beneficiaries would be the disadvantaged sections of the society; and
- (vi) any other purpose approved by the Council.

(2) Subject to the general supervision and control of the Council, the distribution of Bait-ul-Mal Fund shall be carried out by the district Bait-ul-Mal Committees to be constituted by the Council for this purpose in such manner as the Council may determine.”

مذکورہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود Punjab interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور ارکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریح اختلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معززایوان کا استحقاق مجرد

ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دینے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر آپ اپنی short statement دینا چاہیں گی؟

ڈاکٹر سمیہ امجد: جی، ہاں!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سمیہ امجد: جناب والا! عرض یہ ہے کہ بیت المال ہمارا وہ ادارہ ہے کہ جس کو حکومت نے اس لئے قائم کیا تھا کہ اس میں نام لوگ چاہے وہ عیسائی ہیں، مسلمان ہیں، غریب ہیں، بیوگان ہیں حکومت کی طرف سے ان کی مدد ہو، ہمارا ان کو ان کے doorstep transparent need پر ان کی floor کے مطابق دیا جائے۔ آئین میں یہ provided ہے کہ جب اتنی بڑی رقم ان لوگوں کو دی جاتی ہے تو بالادستی صرف اور صرف اسمبلی کی ہوگی۔ اس کی رپورٹ ہر صورت اس floor پر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ سب سے اہم جو دوسری بات ہے وہ یہ ہے کہ اس پر قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں، حکومت کی نیت پر شک شروع ہو گیا ہے کہ شاید کسی poverty elimination programme یا food support programme میں یہ رقم دی جارہی ہے، وہ اسمبلی کی اجازت کے بغیر دی جارہی ہے۔ اس قسم کا اہام اور باتیں جو کی جارہی ہیں اور بیت المال کا فند جو ان مستحقین کے پاس جانا چاہئے تھا ایک الزام ہے کہ یہ political activity کے لئے اور political workers کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میرے پاس کمشتر کی لسٹ موجود ہے جس سے ثبوت دے سکتی ہوں کہ ticket political workers اور holders کو یہ رقم دی گئی ہیں جن کا کوئی استحقاق نہ تھا۔ یہ اس ایوان کا استحقاق ہے، ان کی ایمانداری پر شک کیا جا رہا ہے۔ لہذا یہ رپورٹ فوری طور پر یہاں پیش کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ یہ رپورٹ کیوں اور کن وجوہات کی بنیاد پر یہاں پیش نہیں کی جاتی۔ اس کے علاوہ دیگر اور رپورٹ میں بھی اس معزز ایوان میں پیش نہیں کی جاتیں۔ مکمل صحت سے متعلقہ رپورٹ میں بھی ایوان میں پیش نہیں کی گئیں۔ اب جبکہ آپ کے وزیر اعلیٰ مستقل نوکری پر اور اپنی بر جوں والی پکی ہٹی 8 کلب روڈ میں بیٹھ گئے ہیں۔ اب ان کو چاہئے کہ اپنی کابینہ کو مکمل کریں، مکملوں کو مکمل کریں، معاملات کو ایوان کے floor پر لا کیں اور transparent کریں۔ بیت المال کی رقم ان لوگوں کی ہے جن کے پیٹ اور انڑیاں بد دعا کیں دیتی ہیں۔ خدار! اس معزز ایوان کو آزمائش میں نہ ڈالا جائے۔ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کریں۔ (قطع کلامیاں)

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! ان کی معلومات ناکافی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ No cross talk.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں یہ وضاحت کر دوں کہ یہ الزام سننے میں آیا ہے۔ خدا نخواستہ میں یہ الزام نہیں لگا رہی۔ میں تو چاہتی ہوں کہ اس ایوان کے جو ممبر ہیں ان پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ آپ میری تقریر کو rewind کر کے سن لیں، میں نے یہ کہا کہ قیاس کیا جا رہا ہے اور اس معاملے کو clear کرنے کے لئے استحقاق کیسی کے پاس refer کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں آپ کی short statement آگئی ہے۔ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اپنی short statement میں جو الزامات لگائے ہیں میں ان کی تردید کرتا ہوں اور بیت المال کا جو پیسا ہے اس کو مکملتاً rules کے مطابق اور جو مستحقین تھے ان پر ہی خرچ کیا گیا ہے۔ میں اس بات کی بھی تردید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اونچے بر جوں والی ہٹی میں بیٹھنا شروع کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ 7۔ کلب روڈ پر ہی بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہٹی کو بنانے والوں کو جب بیٹھنے کا موقع نہیں دیا تو ہمارے وزیر اعلیٰ کا وہاں پر بیٹھنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ (نصرہ ہائے تحسین)

محکمہ سماجی بہبود بیت المال نے مورخ 3-16-2009 کو پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت یکم جنوری 2008 تا 31-12-2008 گورنر پنجاب کو مراسلہ نمبر 257/92- DAEM 28-28-515327 ارسال کر دی ہے۔ مراسلہ کی کاپی لف ہے۔ گورنر پنجاب اس رپورٹ کی منظوری کے بعد اسمبلی میں پیش کریں گے جسکے نے اپنا کام مکمل کر کے رپورٹ گورنر پنجاب کو بھیجی ہوئی ہے۔ ہم گورنر ہاؤس سے رابطہ کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی اجلاس میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اب ان کی assurance آگئی ہے کہ اس کی رپورٹ اسی اجلاس میں پیش کر دی جائے گی اور دوسری بات یہ ہے کہ time specify ہے لیکن گورنر کے سامنے رکھنے کا ہے، اسمبلی کے سامنے specific time mention lay down کا کوئی نہیں ہے۔ امید ہے اب آپ press نہیں کریں گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ذمہ داری سے اسے take up کیا ہے اور گورنر پنجاب کے ساتھ تواب ان کے تعلقات بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ انہیں اگر اس پر ایک reminder یا request ہجھ دیا جائے کہ یہ ایوان الزامات کو نہیں سن سکتا اس لئے اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر وزیر قانون کی طرف سے assurance آگئی ہے اس لئے this is disposed of.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! آپ اس تحریک استحقاق میں محرک نہیں ہیں اس لئے آپ یہ تحریک پیش نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

قانون شری ترقی پنجاب 1976 کے تحت قائم انتظامی کی سالانہ رپورٹ

بابت سال 2008 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب شیر علی خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو وزیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری و خلائق اندازی کا مستغاثی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:

The Punjab Development of Cities Act, 1976 (Pb.

Act, xxix of 1976)

کے میں provided section-35(1) میں ہے کہ:-

35 (1) The Authority shall prepare for every year, a report of the activities during that year and submit the report to the Government in such form and on or before such date as may be prescribed.

The report referred to in sub-section (1) shall be laid before the Provincial Assembly

of the Punjab within six months of its receipt
by the Government.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس رپورٹ میں
مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

“The Development of Cities Act, was enacted in 1976 and brought into operation to establish a comprehensive system of planning and development in order to improve the quality of life in the cities of the Punjab to establish an integrated development approach and a continuing process of planning and development, to ensure optimum utilization of resources economical and effective utilization of land and to evolve policies and programmes, relating to the improvement of the environment of Housing, Industrial development, Traffic, Transportation, Health, Education, Water supply, Sewerage, Drainage, Solid Waste disposal etc.”

مذکور قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود Public Interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور ارکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریح مخالف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجرور ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دینے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر آپ اس پر کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ explanatory self explanatory ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثناء اللہ خان) : جناب سپیکر! معزز رکن کا اس معاملے کو take up کرنے اور highlight کرنے کا بہت شکریہ۔ روپرٹ میں بابت ترقیاتی ادارہ فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان اور راولپنڈی موصول ہو چکی ہیں۔ اس وقت وہ میرے پاس ہیں اور میں اسے House میں lay کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ lay ہو جائے گی اس لئے this motion is disposed of. اب اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔ چودھری ظسیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس اللہ، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ ثمینہ خاوریت، سیدہ بشری نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الٰی!

حکمت عملی کے اصولوں کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2008

کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا مقتضاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29 کے سب آرٹیکل (3) جسے قواعد انصباب کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 130 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حکومت کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ آرٹیکل (3) 29 کا متن Principles of Policy

یوں ہے:

“In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation and the Governor of each Province in relation to the affairs of the Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly, or as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the principles of policy and

provision shall be made in the Rules of Procedure of the National Assembly or as the case may be, the provincial Assembly for discussion on such report.”

اسی طرح قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تاudeh(a) 70 کا متن یوں ہے

کہ:

“70 (a) the question shall relate to a privilege granted by the constitution, the law or the rules made under any law.

آنکھیں پاکستان اور پنجاب اسمبلی کے قواعد کی واضح provision کے باوجود آئین کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔

آئین کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے:

- 1) Islamic way of life.
- 2) Protection of Local Government institutions.
- 3) Parochial and similar other prejudices.
- 4) Full participation of women in National life.
- 5) Protection of family.
- 6) Protection of minorities.
- 7) Promotion of social justice and eradication of social evils.

جیسے مفاد عامہ کے معاملات کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سے ایوان کی آگاہی اسی رپورٹ کے ذریعے منظر عام پر آئکتی ہے اسی لئے آئین پاکستان نے اس رپورٹ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش نہ کر کے ایوان کو اس کے آئین حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! اس میں آپ کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ self explanatory Islamic view of life ہے اور مجھے جس چیز کا تھوڑا سا خدشہ ہے کہ جس طرح یہ حکومت لوکل گورنمنٹ کے پیچھے پڑی ہوئی ہے تو اس کے لئے جو protection of Local Government ہوئی ہے مربانی کر کے اس کو بھی سامنے لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاءِ منستر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ پنجاب حکومت کے محکمہ جات سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر تیار کی جاتی ہے لہذا سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 کے لئے حکومت پنجاب کے تمام محکمہ جات کو بحوالہ چھٹھی مورخ 10 جنوری 2009 درخواست کی گئی ہے کہ مورخہ 15 مارچ 2009 تک مقررہ proforma میں مطلوبہ رپورٹ اس محکمہ کو پہنچائی جائے۔ اب تک اکیس محکمہ جات کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے باقی محکمہ جات کو یاد دہانی کروائی جا رہی ہے اور اس کے بارے میں بھی میں معزز رکن کو ensure کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی session میں باقی حکاموں سے بھی رپورٹیں حاصل کر کے اسے ہاؤس میں لایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ تحریک of dispose کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 19- سید حسن مرتفع صاحب کی ہے۔

ڈی ایف سی جھنگ کا معزز رکن کے ساتھ ناروا سلوک

سید حسن مرتفع: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متناقضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈی ایف سی جھنگ (امان اللہ سومرو) نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ گندم کی خریداری کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے آپ بھی اپنی طرف سے ایک نمائندہ میرے پاس بھیجیں تاکہ میں اسے اس کمیٹی میں شامل کر سکوں۔ میں نے ان کی telephonic conversation کے مطابق اپنا نمائندہ ڈی ایف سی جھنگ کے پاس بھیجا تو بجائے اسے نامزد کرنے کے اس نے فرضی طور پر اپنا کوئی بندہ اس کمیٹی میں نامزد کر دیا۔ جب اس سلسلے میں، میں نے ڈی ایف سی جھنگ کو ٹیلیفون کر کے کہا کہ آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اپنا بندہ بھیجا تھا کہ آپ نے گندم کی خریداری کے لئے جو کمیٹی بنائی ہے اسے بھی اس کمیٹی میں نمائندہ

ناہزد کریں لیکن آپ نے اپنے پاس سے کوئی فرضی آدمی نامزد کر لیا ہے یہ مناسب نہیں ہے، جس پر ڈی ایف سی نے کماکہ ہم نے ضلع چلاتا ہے آپ اس میں مداخلت مت کریں تو میں نے کماکہ میں مداخلت نہیں کر رہا بلکہ آپ نے فون کر کے مجھ سے نمائندہ مانگا تھا اور میں نے آپ کے پاس بھیج دیا لیکن آپ نے کسی اور بندے کو مجرم نامزد کیا ہے اس سے تو میری insult ہوئی ہے، آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ جس پر ڈی ایف سی مذکور نے بڑے تلحیح میں کماکہ مجھے بتا ہے کہ میں نے کس طرح ضلع چلاتا ہے آپ میرے کام میں مداخلت نہ کریں۔ ڈی ایف سی مذکور کا اس طرح ٹیلیفون کر کے مجھ سے بندہ مانگنا اور پھر اس کی جگہ کسی اور کو نامزد کر دینا ایک عوامی نمائندے کے ساتھ مذاق ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دینے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاءِ منصور!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب موصول ہوا ہے اور ڈی ایف سی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ ان کی ان سے telephonically بات ہوئی ہے لیکن انہوں نے اس بات سے deny کیا ہے کہ کوئی غیر اخلاقی بات ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ ہوا ہے تو اس کو دیکھ لے گی کہ اس میں privilege Committee کا کوئی معاملہ event ہے یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق Privilege Committee کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 20۔ چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفعیٰ محمد، داکٹر سمیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمیۃ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، سیدہ شمزادہ الہی کی طرف سے ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم یہ ساری چیزیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ استحقاق کمیٹی کماں ہے، یہ ساری چیزیں کماں جارہی ہیں، کسی فائل میں رکھی جا رہی ہیں، استحقاق کمیٹی کی مینگ کب ہوئی ہے اور اس میں آج تک کون سی چیز پیش ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب، لاءِ منستر!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! استحقاق کمیٹی کے اراکین کے لئے ہاؤس سے منتظر ہو چکی ہے اور اس کے چیزیں میں کا انتخاب soon after this budget session جائے گا۔ کل PAC-II کا اجلاس ہوا ہے جس میں چیزیں میں کا انتخاب ہو گیا ہے۔ within a week of this budget session کے چیزیں میں کا انتخاب عمل میں لا یا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبر ان سے گزارش ہے کہ ہم ہاؤس کی روایات کی بات کرتے ہیں تو جب ایک honourable member کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوتا ہے تو kindly بیٹھ کر بات سن لیا کریں اور cross talk نہ کیا کریں۔ Chair اسی لئے موجود ہوتی ہے کہ سب کو ٹائم دیا جائے اور میں سب کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ اب تحریک استحقاق نمبر 20 کوں معزز ممبر پیش کریں گے؟ سیدہ بشری نواز گردویزی: جناب سپیکر! پہلے تھوڑی سی گزارش ہے کہ لاءِ منستر صاحب جس استحقاق کمیٹی کا ذکر کر رہے ہیں اس کے ممبر ان کی لست عنایت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں available ہے۔ آپ کو وہ لست مل جائے گی اور اس کے لئے ممبر ان بن چکے ہیں۔ آپ یہ تحریک پیش کریں۔

میدیا کل اینڈ سیلیکٹھ انسٹیٹیوشنز پنجاب کی سالانہ رپورٹ

بابت سال 2007-2008 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سیدہ بشری نواز گردویزی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متعلق ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Medical and Health Institutions Act 2003 کے section-16 میں provided ہے کہ:

"16(1) the annual performance reports of all Medical and Health Institutions in the Punjab shall be submitted to the Government within three months of the conclusion of the calendar year to which the report pertains.

(2) The Government shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

- 1) Budget of all the Medical and Health Institutions in the Punjab and its proper utilization.
- 2) Patient's turnover.
- 3) Utilization of Zakat and Bait-ul-Mal.
- 4) Equity to protect the poor.
- 5) Disaster Management.
- 6) Welfare of the poor and needy patients.
- 7) Problems being faced by the attendants and relatives of the patients who had to stay overnight in the hospital due to precarious conditions of the patients.
- 8) To provide quality health care facilities in preventive, curative, promotive and rehabilitation services.

- 9) To provide medical training/research facilities and to develop teaching and research network with the National/International Institutions, and
- 10) To develop a decentralized health care delivery system with maximum community participation and self reliance.

موجودہ قانونی تقاضے اور ابیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور ارکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریح اخلاف ورزی سے نہ صرف میر ابلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا آپ کوئی short statement دینا چاہتی ہیں؟

محترمہ بشری نواز گرددیزی: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ رپورٹ کب تک پیش ہو جائے گی، اس کے علاوہ وزیر قانون صاحب یقین دہانی کرائیں کہ یہ کمیٹی کب تک مکمل ہو جائے گی اور کب تک اس کا پیغیر میں بن جائے گا یا یہ بھی پانچ سالہ منصوبے کے تحت کرنا ہے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو کمیٹی کے ممبران کی فہرست اسمبلی سیکرٹریٹ سے مل جائے گی اور پیغیر میں سے متعلق وزیر قانون صاحب بتاسکتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! پیغیر میں کے انتخاب کے حوالے سے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بجٹ اجلاس کے فوراً بعد انتخاب ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس رپورٹ کا معاملہ ہے جس کی نشاندہی معزز کرنے کی ہے تو اس رپورٹ کی 410 کا پیاں rules مطابق اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرادی گئی ہیں۔ جس دن بھی سرکاری کارروائی کا دن ہو گا تو یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ یقین دہانی کرادی گئی ہے کہ سرکاری کارروائی کے دن یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ اب تھاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے اتھاں کرتی ہوں کہ میری تحریک استحقاق out of turn لے لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے جسے out of turn لینے کی درخواست کی گئی ہے۔ محترمہ! پیش کریں۔

پیپلز پارٹی کی معرز خواتین رکن کی جانب سے (ق) لیگ کی معرز خواتین ارکان اور پارٹی قیادت کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متناقضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 09-06-2016 کو وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے بعد point of order پر محترمہ زرگس فیض ایمپی اے اپنی نشست پر کھڑی ہوئیں اور انہوں نے قائد ایوان سے مخاطب ہو کر کہا کہ مورخہ 21- جون 2009 کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ ہے۔ اسی دوران اپوزیشن بخوبی کی طرف سے چند معرز خواتین ارکین کی طرف سے صحیح کی گئی کہ سالگرہ نہیں بلکہ بر سی کما جائے۔ اپوزیشن خواتین کی طرف سے اتنا ہی کہنا تھا کہ محترمہ زرگس فیض نے فوراً shut up بد تمریز کہ کراپوزیشن ارکین سمیت ان کی قیادت کو نازیبا الفاظ میں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ایوان کے اندر معاملہ Senior Minister راجہ ریاض صاحب نے معذرت کر کے رفع دفع کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود اسی اجلاس کے اختتام کے بعد محترمہ زرگس فیض ایمپی اے اور محترمہ عظمی بخاری ایمپی اے اور محترمہ ساجدہ میر ایمپی اے صاحبہ جو گیٹ کی سیڑھیوں پر پہلے ہی اپوزیشن خواتین کے باہر آنے کے انتظار میں کھڑی تھیں انہوں نے اسمبلی بلڈنگ کے باہر سیڑھیوں پر اور اسمبلی premises کے اندر media کے سامنے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی خواتین ثمینہ خاور حیات، سیدہ ماجدہ زیدی اور آمنہ جہانگیر کو غلیظ گالیاں دیں اور دھکے دیئے اور ہماری قیادت کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ یہ بات واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ ہماری اپوزیشن خواتین ارکین نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی شان میں کوئی ناشائستہ اور غیر پارٹی یا الفاظ نہیں کئے جس سے پیپلز پارٹی کی قیادت کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو بلکہ

ہماری قیادت اور جماعت بے نظیر بھٹو شہید کے بارے میں کوئی قابل اعتراض بات کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی اس لئے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ زرگس فیض ایمپلی اے نے اپنی قیادت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا غیر پارلیمانی اور غیر مذب طریق کار اختیار کیا۔ محترمہ زرگس فیض ایمپلی اے کے اس انتہائی ہتک آمیر راویہ اور اپوزیشن ار اکین اسمبلی سمیت پارٹی قیادت کے خلاف غلیظ گالیاں دینے اور نازیبا کلمات کرنے سے تمام اپوزیشن ار اکین خواتین و حضرات کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دینے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ اکیا آپ اس پر کوئی short statement دینا چاہیں گی۔

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے کیا short statement دینی ہے اس پر تو long discussion میڈیا کے سامنے ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں اشرف سوہنا صاحب مجھ سے پہلے بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! 16 جون کو اسمبلی کے اندر اور باہر جو خواتین کے درمیان واقعات ہوئے اس پر پاکستان بیلبز پارٹی کی مرکزی قیادت نے سنجیدگی سے نوٹس لیا اور ایک کمیٹی نے ان واقعات کی انکوائری کی اس میں، میں بھی شامل تھا اور سینٹر وزیر راجح ریاض صاحب بھی تھے۔ اگر وہاں پر ہوتے تو یہ بیان وہی آپ کے سامنے دیتے۔ اس انکوائری میں ہم نے جو تحقیق کی اور رپورٹ پارٹی قیادت کو بھیجی ہے۔ اس میں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس دن کے واقعات غلط فہمی کی بنیاد پر ہوئے ہیں اور ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے محترمہ نے نظیر بھٹو صاحب کی شان میں اس دن نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے اس لئے پارٹی کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے چونکہ یہ واقعات غلط فہمی کی بنیاد پر ہوئے تو ہم ان سے معذرت کرتے ہیں اور میں ہم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی یہ تحریک استحقاق واپس لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس میں اتنی show grace کی جا رہی ہے۔ اس میں استحقاق ممبران کا نہیں بلکہ اسمبلی کا استحقاق ہے۔

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اشرف سوہنا صاحب کی بات کو appreciate کرتی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے راجہ ریاض صاحب سے بھی بات کرنا پڑے گی کیونکہ اگر ان کی خواتین جنہوں نے یہ نازیبا الفاظ استعمال کئے اور بد تیزی کی وہ ہمیں معافی نامہ لکھ کر دیں تو میں اپنی تحریک استحقاق واپس لے لوں گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شمینہ خاور حیات صاحب!

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنی پارٹی لائن کو دیکھتے ہوئے اور اپنی پارٹی قیادت کے حکم کو مانتے ہوئے اس تحریک استحقاق withdraw کرتی ہوں۔ میں ان خواتین کو محترمہ بے نظیر بھٹو کے صدقے میں معاف کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! جو gesture دونوں اطراف سے show کیا گیا ہے۔ میں اس سے متعلق پیپل پارٹی کی قیادت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد محترمہ کو بھی کہ انہوں نے بھی بڑے good gesture کا اظہار کیا ہے لیکن This all thanks to media independent ہوں کہ میدیا اس ملک میں نہ صرف capture کیا اور دکھایا کہ اب کسی کے پاس اس سے آگے پیچھے ہونے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی صورت برقرار رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے رویوں میں بھی بہتری آئے گی اور آئندہ وہ روایات or maturity جس کا ہم اس وقت تقاضا کر رہے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پرانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اسی issue پر آپ سے clearance لینا چاہ رہا ہوں۔ آج ہاؤس میں غلط روایت بنی ہے۔ ممبران کی آپس میں کوئی بات ہوئی تھی تو کیا یہ جو آج تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے یہ اس کی fall definition میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح پائیویٹ

ممبران کی آپس کی گفتوگو اگر ہم تحریک استحقاق میں لے آئیں گے تو آج جو آپ نے یہ tradition کی ہے تو اس طرح تو بے شمار مسائل آتے رہیں گے۔ محترمہ کی تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں تھی اس set پر میں آپ کی روشنگ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر صرف یہ بات کروں گا کہ جماں پر ممبران کی عزت اور استحقاق کا مسئلہ ہو گا چاہے وہ inside Assembly ہو، چاہئے وہ outside Assembly ہو یہ Chair اس کی حفاظت کے لئے بیسٹھی ہے اور یہ Chair اپنے ممبران کی حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر law اور precedents موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کے اندر اپنے ممبران کی عزت کی حفاظت کرنی ہے۔

سیدنا ظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی بات اٹھائی گئی ہے کہ یہ privilege بتتا ہے یا نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ privilege کو پڑھیں تو اس میں ہے کہ:

68. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

جناب سپیکر! just want to make it clear امیں اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے یہ کہتا ہوں کہ ممبر کا استحقاق صرف in the House محدود نہیں ہوتا بلکہ Member is a Member جیسے ہائی کورٹ کا نج ہر جگہ ہائی کورٹ کا نج ہے، Whether he is in the Court or out of the Court اس نے صرف یہی declare کرنا ہوتا ہے کہ میں اس جگہ کو as a Court declare کر رہا ہوں تو اسی طرح ممبر in the House declare بھی ممبر ہے اور یہ Wherever he is a Member of the legislature outside اس کا privilege ہے۔ اس کے ساتھ breach of privilege تو بتتا ہے اس لئے میرے خیال میں آپ کی روشنگ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ clear rule ب'ہے۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بحث بابت سال 10-2009 پر عام بحث کا آغاز

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو clarify کر بیٹھا ہوں۔ آج سالانہ بحث بابت سال 2009-2010 پر بحث ہو گی اور اب بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 23۔ جون 2009 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہو گی کہ ہر رکن کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ارکین سے گزارش ہے کہ وہ اختصار سے کام لیں اور پانچ سے دس منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ جو معزز ارکین سے اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور جو ارکین اپنے نام بحث کے لئے نہیں بھجوائے وہ اپنے نام مع تاریخ بحث سیکرٹری اسٹبلی کو بھجوادیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں لیدر آف دی اپوزیشن کو باقاعدہ دعوت دوں گا لیکن ان سے پہلے چونکہ وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے request آئی ہے کہ وہ دو منٹ بات کرنا چاہتے ہیں لہذا وہ پہلے بات کر لیں پھر اس کے بعد لیدر آف دی اپوزیشن کو باقاعدہ بحث کا آغاز کرنے کی دعوت دوں گا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! ہمارا جو سالانہ ڈولیپمنٹ پروگرام 175۔ ارب روپے کا ہے اس میں ایجو کیشنل ڈولیپمنٹ پروگرام میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور اخبار میں بھی رپورٹ ہوا ہے۔ بعض ہمارے ارکین بھی سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ سال اس میں کوئی کم آرہی ہے لیکن حقیقت کچھ یوں ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں جو revised estimates تھے اس کے مقابلے میں 70 کروڑ روپے کا اس دفعہ ایجو کیشن فنڈ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ پچھلے سال دراصل 30۔ ارب روپیہ جو اس ڈولیپمنٹ کے لئے مختص کیا تھا اس میں سے 5۔ ارب روپیہ دانش سکول سسٹم کے لئے current expenditure میں ڈال دیا گیا اور ساتھ ہی کمپیوٹروں کے لئے پانچ بلین کو بھی الگ کر دیا ہے۔ اس طریقے سے پچھلے سال revised budget میں ہمارے estimates میں 22۔ ارب 30 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی اور اس سال 23۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں جو پچھلے سال کے مقابلے میں 70 کروڑ روپے زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ بحث کا 37۔ ارب روپے کا ایک پروگرام اگلے تین سال کے دوران ایجو کیشن میں استعمال ہو گا اور یہ تاریخ کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔ ہم یہ ڈولیپمنٹ ایجو کیشن کے لئے کر رہے ہیں جو سرفہرست رہے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بجٹ تقریر شروع ہونے سے پہلے میں معزز ممبران سے صرف اتنی گزارش کروں گا کیونکہ لسٹ بہت لمبی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سب کو ٹائم مل لےدا ہم دس منٹ کی limit کارکھ لیتے ہیں۔ جب دس منٹ پر bell بنجے گی تو voluntarily ممبران سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں اور اپنی بجٹ تقریر کو دس منٹ میں up wind کر لیں۔

پاؤنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف اپنی پارٹی کی اکثریتی ممبران اسمبلی کے اعتقاد سے محروم

جناب محمد اعجاز شفیع پاؤنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک correction کرنا چاہ رہا ہوں جو اخلاقی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو خود ہی کرنی چاہئے لیکن میں بہت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ چودھری ظییر صاحب اس وقت پارٹی کی majority میں اپنا اعتماد کھو چکے ہیں کیونکہ آج جو اکثریتی ممبران ہیں وہ ہم ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ جمورویت کے اندر توانیں جاتا بلکہ گنا جاتا ہے۔ آج 84 بندوں میں سے 51 ممبران اسمبلی نے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چودھری ظییر صاحب کو اخلاقی طور پر چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اسمبلی میں آنے سے پہلے یہ کہتے کہ میری جماعت کے اندر اکثریتی پارٹی میرے اوپر اعتماد کا اظہار نہیں کر رہی لہذا میں اخلاقی طور پر اپنے اس عمدے سے resign کرتا ہوں۔ میری گزارش صرف یہ ہے (قطع کلام میاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تمام ممبران تشريف رکھیں۔ جب Chair بات کر رہی ہے تو تشريف رکھیں۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ بات صرف اتنی ہی ہے کہ آپ نے جو point raise کیا

ہے۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اکثریتی اراکین اسمبلی ان پر اعتماد کا اظہار نہیں کر رہے ہے۔ ہمارے پاس لسٹ موجود ہے اور ہمارے 51 ممبران اسمبلی نے اپنے لیڈر کے لئے بھی apply کیا ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی بات میں نے سن لی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)
 جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے suppose کر لیا جائے کہ وہ مناچا ہے
 ہیں تو پہلے اس پارٹی سے اپوزیشن لیڈر جس strength میں بنے تھے اب اس strength کا انہیں
 حاصل نہیں ہے۔ میں طور پر یہ morally request کرنا چاہتا تھا کہ وہ بطور اپوزیشن لیڈر
 نہیں بلکہ بطور ممبر پنجاب اسمبلی بات کر سکتے ہیں کیونکہ as a member ان کا استحقاق اور right
 ہے کہ وہ اسمبلی میں بجٹ پر debate کریں۔ میں آپ کی نذر ایک شعر کروں گا کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)
 (معزز ممبر ان حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے لوٹے کے نفرے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تمام لوگ ایک منٹ
 تشریف رکھیں۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے اب آپ سب میری بات سنیں۔ ایک منٹ
 تشریف رکھیں، اعجاز شفیع صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ پہلے میری بات تو سن لیں۔ (قطع کلامیاں)
 اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کو دوبارہ وقت دوں گا۔ جب میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں
 تو پلیز آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

بات صرف اتنی سی ہے کہ اسمبلی میں جب ہم روایات کی بات کرتے ہیں، جہاں پر ہم traditions کی
 بات کرتے ہیں، جہاں پر ہم rules کی بات کرتے ہیں تو definitions کے اندر rule-2 کی
 ہے اگر آپ اس کو پڑھ لیں تو یہ بڑی لکھر ہے۔ وہ یہ کہتی ہے کہ:

“Leader of Opposition” means a member who, in

the opinion of the Speaker, if for the time being
 leader of the majority of the members of the
 Opposition;...

میری بات سکون سے سنئے اب اس کا طریق کاریہ ہوتا ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کسی کے پاس
 نہیں رہ گئی۔۔۔ majority

وزیر قانون (رناشان اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!
 جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مجھے وقت ضرور دیجئے گا۔
 جناب قائم مقام سپیکر: بالکل وقت دوں گا۔ سب کو وقت دوں گا لیکن اس کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔
 میں آپ کو بالکل وقت دوں گا۔ جی، رانا صاحب! (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Please order in the House.

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے اس کے متعلق Chair نے فیصلہ کرنا ہے۔ جن rules کا آپ نے حوالہ دیا ہے یہ completely آپ کی discretion ہے۔ اس پر آپ نے فیصلہ کرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایک point raise کر دیا ہے اور اس پر آپ جو بھی مناسب تجویزیں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ چونکہ یہ آپ نے چیمبر میں فیصلہ کرنا ہے اس لئے میں معزز رکن اعجاز شفیع صاحب کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر Chair کے conduct کو یا آپ نے جو فیصلہ اپنے چیمبر میں کرنا ہے اس پر یہاں پر بحث نہیں ہو سکتی لیکن ایک بات آپ دیکھیں کہ آج جب اپوزیشن کے اراکین لوٹا لوٹا کی آواز لگا رہے تھے تو مجھے وہ شعر یاد آیا کہ رانجھارا نجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی۔ آج لوٹے ہی لوٹا لوٹا پا کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دینے کا کام تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کو بالکل موقع دوں گا۔ اس اسمبلی میں ہم نے کا بھی خیال رکھنا ہے۔ قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ کوئی غیر متوقع بات نہیں تھی۔ محترم اعجاز شفیع جمال بھی رہے ہیں ان سے ایسا ہی کام لیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے محترم وزیر قانون اور جناب سپیکر صاحب نے جس قائد حزب اختلاف کے ساتھ مذکرات کئے ہیں وہ ناقیز ہی تھا۔ دوسری بات یہ کہ ان چیزوں کا تعین by virtuous notification میں آپ کا خادم notified designated Leader of Opposition ہوں۔ (نفرہ ہائے تحسین)

اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو پہلے denotify کروانے کے بعد notification کروائیں۔ یہ اس لئے نہیں کرو پائیں گے کہ روایات یا کسی بھی حساب سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک گروپ وزاریں بھی لے،

سپیشل اسٹینٹ بھی بنے، ایڈوزائزر بھی بنے اور اس کے بعد وہ اپوزیشن لیڈر بننے کے لئے کو ششیں کرے یا وہ ٹریشری بچوں کے لوگ ہوتے ہیں یادھر کے لوگ ہوتے ہیں اپوزیشن کے لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپوزیشن کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اپوزیشن کرنا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ آئیں، اپوزیشن کا تعین جاتی امراء سے نہیں ہو گا جیسا کہ جماعت اسلامی کے لیڈر کا تعین منصورہ سے ہو گاظمور الہی روڈ سے نہیں ہو گا۔ اسی طرح اس کے اپوزیشن لیڈر کا تعین ظہور الہی روڈ سے ہو گا۔ اعجاز الہی صاحب تشریف نے آئیں اور کہیں کہ میں اپوزیشن کروں گا ان کے اور بھی ساتھی جنوں نے یہ گند اکام اپنے ذمہ نہیں لیا میں ان کا نام نہیں لوں گا اگر وہ بھی یہ چاہتے ہیں تو ظہور الہی روڈ پر آ جائیں میں چھوڑتا ہوں اور ان کو دلا دوں گا بشرطیکہ یہ اپوزیشن کرنے کا وعدہ کریں۔ میاں محمد شہباز شریف جو کہ اس صوبے کے خادم اعلیٰ ہیں اس خادم اعلیٰ کو خراب کرنے کے لئے ایک خرابی اعلیٰ، ایک لوٹا اعلیٰ بن کر وہاں گئے ہیں۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ دو ہی صورتیں ہیں یا گھوڑا ہوتا ہے یا گدھا ہوتا ہے۔ یہ تعین انہوں نے کرنا ہے کہ اگر یہ ادھر چلے گئے ہیں تو پھر دوسری چیز بن کر گئے ہیں اگر انہوں نے گھوڑا بن کریماں رہنا ہے تو پھر آئیں ادھر بنا دیتے ہیں۔ آج بات کرنی ہے تو میں نے ہی کرنی ہے اور میں یہ معروضات عرض کر چکا ہوں اور بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بڑی چھوٹی چیزیں ہیں میں تو on the floor of the House offer کر رہا ہوں کہ یہ اپوزیشن کرنے کا حلف دیں جو انہوں نے پہلے دیا لیکن اب دوبارہ حلف لینا پڑے گا کیونکہ ان کے حلف کا اعتبار نہیں ہے۔ ایک میری محترم ساتھی سپیشل اسٹینٹ بنی ہوئی ہیں اور ادھر آ کر بیٹھی ہیں میں پھر بھی ان کا احترام کرتا ہوں۔ یہ دو عملی، دور خی نہیں چلے گی جس نے اپوزیشن کرنی ہے اس کا فیصلہ مسلم لیگ ہاؤس سے اور ظہور الہی روڈ سے ہو گا دوسری جگہ سے نہیں ہو گا اور اگر آپ حکومت میں جانا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ ان کو accommodate کریں۔ ان کو خود ہی بتا چل جائے گا جن لوگوں سے پانچ سال مستقید ہونے کے بعد یہ کسی کے نہ بن سکے وہ چند میںوں میں ان کے کیا بنیں گے۔ سب ان کو بتا چل جائے گا۔ (نصرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری ظسیر الدین قائد حزب اختلاف نے ایک بات کی ہے۔ یہ درست ہے کہ جب تک وہ بطور notified Leader of Opposition ہیں تو وہی لیڈر آف اپوزیشن ہیں لیکن جو بات اعجاز شفیع صاحب نے کی ہے وہ چیز کے پاس ہے۔ چیز کی discretion ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ آیا وہ اکثریت کا confidence رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے۔ باقی جو

انہوں نے روڈوں ووڈوں کی بات کی ہے تو یہ فیصلے کسی روڈ سے نہیں ہونے، یہ فیصلہ پارلیمنٹی پارٹی کر سکتی ہے اور پارلیمنٹی پارٹی کی اکثریت جو فیصلہ کرتی ہے وہ فیصلہ ہوتا ہے۔ (نفرہ ہائے محضیں) باقی اس وقت جو صورتحال ہے میں سمجھتا ہوں کہ ابھی صورتحال اس اسمبلی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پیدا ہوئی ہے۔ دراصل میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیاد میں ہی خرابی ہے جب سے یہ (ق) لیگ بنی ہے اس نے اسی قسم کی خرابیاں پیدا کی ہیں اور کوئی بہتر کام نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! پہلے اعجاز شفیع صاحب بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

Let me decide کہ کس طرح ہاؤس کو چلانا ہے۔ میں سب کو موقع دوں گا تھوڑا patience کا مظاہرہ کریں۔ جی، چودھری اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے تو rules کی بات ہی نہیں کی تھی۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ چودھری ظسیر الدین خان بہت سینئر سیاست دان ہیں، اخلاق کی بات کی تھی کہ وہ اخلاقی طور پر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! جب لیڈر آف اپوزیشن بولتے ہیں تو ہاؤس میں بالکل خاموشی ہوتی ہے۔ ماجدہ زیدی صاحبہ ہاؤس میں بات کو سننے کا حوصلہ پیدا کریں اور ان کو اپنی بات ختم کرنے دیں اس کے بعد چودھری صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اخلاقیات کی بات کر رہا تھا کہ اخلاقی طور پر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: No cross talks please.

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو اخلاقیات کی بات کر رہا تھا کہ چودھری ظسیر الدین خان کو 15 تاریخ کو شروع ہونے والے اجلاس میں آنے سے پہلے کچھ سوچنا چاہئے تھا۔ میں غالب کا ایک شعر آپ کی نظر کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر معزز ممبر ان حزب اختلاف اپنی نشتوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: This is very wrong آپ انہیں بات کرنے دیں پھر اس کے بعد چودھری مونس الی صاحب بات کریں گے جو کہ آپ کی نمائندگی کر دیں گے۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: چودھری ظسیر صاحب اتنے پرانے پارلیمنٹریوں ہیں تو انہیں غالب کا وہ شعر پڑھ کر آنا چاہئے تھا کہ

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی
(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بیلیز! تمام اپوزیشن ارکین اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں۔ آپ کے جذبات کو چودھری مونس الہی صاحب ایوان میں بیان کریں گے۔ اعجاز شفیع صاحب کو بات مکمل کرنے دیں۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! چودھری ظسیر الدین خان کو اخلاقی طور پر یہ شعر پڑھ کر آنا چاہئے تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ 15۔ جون کو ہاؤس میں آنے سے پہلے انہیں چاہئے تھا کہ وہ استغفار دے کر آتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہاؤس کو order in ارکھا ہے تو سپیکر کی بات کو مقدم رکھنا ہو گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر بولیں اور پورے ہاؤس میں خاموشی ہو تو اسی طرح ان کا بھی یہ حق ہے تو آپ انہیں بات کرنے دیں اگر ان کی بات آپ کو غلط بھی لگتی ہے تو حوصلہ رکھیں کیونکہ پھر اس کے بعد آپ کے لیڈر بات کریں گے۔ اعجاز شفیع صاحب! ایک منٹ میں مکمل کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! 15۔ جون کو انہیں سوچ کر آنا چاہئے تھا جو میں نے شعر پڑھا۔ آج آپ دیکھ لیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوبارہ استغفار دے کر پاکستان مسلم لیگ خواتین پارٹی کے اپوزیشن لیڈر بن سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس صرف خواتین رہ گئی ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری مونس الہی صاحب!

چودھری مونس الہی: شکریہ۔ جناب سپیکر! چودھری آج بحث پر بات ہونی ہے تو میں یہاں پر زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا۔ رانا صاحب نے بنیادوں کی بات کی ہے تو میں انہیں تھوڑا سایاد کرانا چاہتا ہوں کہ بنیادوں تک تھیں جب یہ پیپلز پارٹی کے ممبر تھے اور میاں صاحب کو اسی ہاؤس میں گالیاں دیتے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری یہ بات بھی میں آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ابھی مجھے آکر کہا کہ یہ goodwill justice show کرتے ہیں تو جناب نے یہ goodwill justice show کیا ہے؟

سیدنا ظم حسین شاہ پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر جی، اس کے بعد شیر علی خان صاحب بات کریں گے۔ میں ایک بات یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جو point کیا گیا ہے تو اگر آپ rules کو پڑھ لیں تو سپیکر چمبر کے اندر فیصلہ ہونا ہے اور میں بار بار زور دے رہا ہوں کہ آج ہم نے بحث پر بحث کرنی ہے اور اس وقت سوا بارہ ہو چکے ہیں اور انہی تک ہم اپنی بحث کا آغاز نہیں کر سکتے۔ اب صرف شاہ صاحب بات کریں گے اور اس کے بعد شیر علی صاحب اور پھر اپوزیشن لیڈر بحث کا آغاز کریں گے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگر ارش یہ ہے کہ یہاں پر تھوڑی دیر پسلے روایات کی بڑی بات ہو رہی تھی اور ہم جس چیز کو condemned کرتے ہیں اسی کو پھر سراہتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک adoptability ہوتی ہے facts keep always changing. جس چیز کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو پھر اسی کو ہم appreciate کرتے ہیں۔ روایات سے متعلق مجھے یہاں پر ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ چنگیز خان کا میٹا جب بادشاہ بناتو وہ ایک دفعہ لشکر کے ساتھ ایک بازار سے گزر ا تو ایک مٹھائی کی دکان سے اسے مٹھائی پسند آگئی جو اس نے کھائی۔ جب مٹھائی کھائی تو اس نے کہا کہ یہ باقی ساری مٹھائی میری فوج کو دے دو تو حلوائی نے تمام مٹھائی کے ٹوکرے بھر کر دے دیئے تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ جتنے ٹوکرے حلوائی نے مٹھائی کے بھر کر دیئے ہیں اتنے ہی ٹوکرے اس کو اشریفیوں کے بھر کر دے دو۔ وزیر کہنے لگا کہ جناب ایسے ٹوکرے تو ایک آدھ اشرفی کے ہیں تو بادشاہ نے کہا کہ King is a person who makes history at every step میں نے، یعنی بادشاہ نے کب بازار میں کھڑے ہو کر مٹھائیں لینی ہیں۔ یہ تو میں صرف تاریخ مرتب کر رہا ہوں۔ آج اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی موقع دیا ہے۔ رانا صاحب کو بھی موقع دیا ہے، آپ کون سی تاریخ مرتب کر رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے چسین)

ہم جس چیز کو condemned کرتے ہیں اسی کو پھر appreciate کرتے ہیں۔ ہمیشہ زندہ لوگ ہی قوانین بنایا کرتے ہیں۔ آج یہ ذمہ داری ہم پر ہے کہ ہم جو قوانین بنائیں گے تو آنے والے لوگ اس کو follow کریں گے۔

There are certain people who make history. The other follow the history. They compromise with the history and there are some beneficiaries of the history.

آج آپ کو یہ موقع ملا ہے کہ جن چیزوں کو آپ condemn کرتے رہے ہیں تو پھر آج کیوں اسے appreciate کر رہے ہیں تو پھر کس طریقے سے اس ملک میں law of rule آئے گا؟ انی قوانین پر عملدرآمد ہوتا ہے جب آپ سب سے پہلے اپنے اوپر لاؤ کریں۔ پہلے اپنے آپ کو کسی قانون کے مطابق surrender کریں پھر اس کے بعد آپ کسی دوسرے سے توقع کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک چیز بتائیں کہ پہلے جو فرق تھا communist fundamentalist میں اور

Muslim communists کہتے تھے کہ It is the end way to justify the means اور fundamentalists کہتے تھے No, the means must justify the ends. آج ہم یہ دیکھیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے؟ ہم نے ملک اور قوم کی خدمت کرنی ہے یا ہم نے اپنی مذہبی مرتب کرنی ہے کہ آنے والے لوگ ہم پر حرف اٹھائیں اور وہ کہیں کہ یہ کیا لوگ ہیں کہ تھوڑے سے اقتدار کی خاطر ان کو کیا ہو گیا ہے Flexibility is the acceptable in politics. Flexibility is a must it is not appreciable flexibility of reason کی جو بات یہاں پر ابیار شفیع صاحب نے کی تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں مگر اس سلسلے میں میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ آپ جو history بنائیں گے، رانا صاحب بھی تو زر future کو بھی مد نظر رکھیں۔

آخر میں ایک بات جو کہ میں پہلے بھی کئی دفعہ یہاں پر point out کر چکا ہوں کہ جب یہاں اس ایوان میں 80 ممبر ہوتے تھے تو اس وقت چاروں بجٹ پر بحث کے لئے ہوتے تھے اور ایک دن میں 20 ممبر بات کرتے تھے۔ میں یہ point کی بارے raise کر چکا ہوں مگر کسی نے نہیں سن۔ آج 371 ممبر ہیں اور آج صحیح جب کورم کی بات ہوئی تو جب ہماری ایک چیز میں participation ہی نہیں ہے اور ہمارا Rather we are interest کیونکہ Budget is not representative to us بلکہ representatives to the budget. study کر سکتا ہے کیونکہ صحیح میں تو اتنی اہلیت نہیں ہے۔ جب تک ہمارے پاس صحیح انفار میشن نہیں ہو گی correct analysis کیا ہو گا، ہم correct analysis کیسے کریں گے؟ اس لئے میری گزارش ہی ہے اور میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ جب 20 ممبر ان کے لئے ایک دن تھا تو اس ratio سے آج یہاں پر بجٹ میں اگر آپ اجازت دیں گے تو ہم بات کریں گے کیونکہ جب تک ہم پڑھیں گے نہیں، جب تک اس کی صحیح study نہیں ہو گی تو ہم بات کیسے کریں گے؟ اگر آپ نے صرف فرضی کارروائی کرنی ہے تو

ٹھیک ہے ماشاء اللہ پھر اتنی discussion کی کیا ضرورت ہے؟ صحیح سے ہم بیٹھے ہیں اب تک بجٹ پر تو کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ in person بات ہوئی ہے۔ یہی میری گزارشات تھیں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑی توجہ اور مردانی سے بات سنی۔ ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں:

کچھ نہ بولنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزاز سخن
ظلم سننے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! مجھے آپ کا بھیثت سینٹر ممبر ان بہت احترام ہے اور میں آپ کی بات پر صرف اتنا کہتا ہوں کہ سپیکر کا فیصلہ آنے دیں پھر اس پر تقید کر لجئے گا۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے بہت ساری باتیں کی ہیں میں irrelevant بات نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ خواتین کی پارٹی بن گئی ہے۔ اگر میں ان کو خاتون نظر آتا ہوں تو ان کی نظر چیک کروائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جوانوں نے کہا یہ اپوزیشن کی majority command کرتے ہیں اور at the same time یہ گورنمنٹ کا بھی حصہ ہیں مجھے اس فلسفے کی تو سمجھ ہے نہیں۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہاں کھوسہ صاحب میرے سینٹر بزرگ بیٹھے ہیں، پنجاب کے اندر جب تک یہ unionist سوچ ختم نہیں ہو گی تب تک یہ صوبہ انہی چیزوں کا شکار رہے گا۔ میں تمام leadership سے گزارش کروں گا کہ اس unionist سوچ کو ختم کیا جائے اور ان چیزوں کو encourage کیا جائے۔ ہمارے ہاں دو قسم کے لوٹے ہوتے ہیں۔ ایک تو سنت والا جس سے وضو کیا جاتا ہے اور اک کھوڈالوٹا ہوندا ہے۔ جب ساون چڑھ جاتا ہے اور اس کو کہیں کھڑا کیا جائے تو وہ کھڑا نہیں ہوتا وہ کسی بھی side پر گرجاتا ہے اس لئے اس قسم کے لوٹوں کو discourage کیا جائے۔

بہت شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ---

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! سردار صاحب کھڑے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیں۔
میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سماں وی موقع دے دیا کرو۔

جناب قائم مقام سپیکر: نال لکھ کے بھیجو، دے دیاں گے۔ موقع۔ جی، سردار صاحب!
سینٹر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ جنمیں آپ چودھری شیر علی کہہ رہے ہیں یہ چودھری نہیں ملک

ہیں۔ انہوں نے میرا نام کس سلسلے میں لیا، میں حیران ہوں۔ میں سب سے بڑا لوٹا زم کا مخالف ہوں۔ (نفرہ ہائے تحسین)

باقی جوان کا مسئلہ ہے اس میں میرا عمل دغل نہیں ہے۔ ان کی جماعت میں ایک manufacturer defect ہے اور وہ چلانے کی کوشش کی۔ وہ گاڑی چل نہیں سکتی۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talk, no cross talk please.

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسے) : اس manufacturer defect کو تو میں درست نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی اپنی صفوں میں سے ایک اکثریت نے علیحدہ گروپ بنالیا اور وہ چودھری ظسیر الدین صاحب کو اپنا لیڈر نہیں مانتے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ ان کے کھاتے میں ہے کہ ہماری صفوں سے اسی ہاؤس کے ایمپلے اے توڑ کرنے کو وزیر بنایا گیا تھا، ان کو سرکاری عمدے دیئے گئے تھے اور ان کو اور بہت قسم کی مراعات دی گئی تھیں۔ یہ ان کے قائدین نے کیا ہے۔ آج تک آپ بنائیں کہ کس کو ہم نے وزارت دی ہے؟ ان کا Unification Group موجود ہے اور اس اسمبلی میں وجود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس گروپ میں 50 یا 51 ممبر ان ہیں۔ ہم نے کس کو وزیر بنایا ہے اور کس کو مراعات دی ہیں؟ ہمارا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ اپنی روایات کو ذرا درست کر لیں اور اپنے manufacturing defect کو ذرا درست کر لیں۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام پیکر: چودھری صاحب! پہلے مخدوم صاحب ذرا بات کر لیں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب پیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں آپ اور اس ہاؤس سے مدد بانہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم یہاں بحث پر بحث کرنے کے لئے آئے ہیں۔ بہت سارا وقت گزر گیا ہے، point scoring ہو رہی ہے، شور شرابہ ہو رہا ہے اور ایک دوسرے پر تمtíں لگائی جا رہی ہیں۔ مربانی کریں اور اس سلسلے کو فوری طور پر بند کر کے چودھری ظسیر صاحب کو اجازت دی جائے کہ وہ بحث پر بحث کریں۔ شکریہ

شخ علاء الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام پیکر: شخ صاحب! آپ کا تونبر آ رہا ہے، آپ اس وقت بات کر لینا۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میر انہبر کیا آئے گا میں تو ڈیڑھ گھنٹہ پہلے بھی وہیں تھا اور میں نے یہی عرض کیا تھا کہ ہم بحث پر بات کرنے کے لئے آئے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں اب ایسی بات نہ کرنے دیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ input کروں۔ میں نے اس مقدس ایوان کے سامنے کچھ رکھنا ہے اور جنمیں نے نہیں رکھنا ان کو آپ نہ رکھنے دیں یا پھر مجھے باہر جانے دیں۔ میں اب باہر چلا جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری مونس الہی کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن بحث پر بحث شروع کریں گے۔

چودھری مونس الہی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں کہ کھوسہ صاحب نے جما manufacturing defect پر بات کی ہے تو کھوسہ صاحب میرے بڑے ہیں میں تو ان کی اسی طرح عزت کرتا ہوں جس طرح اپنے بڑوں کی کرتا ہوں۔ انہوں نے شاید یہ چیزیں اپنے بچوں کو نہیں سکھائیں lیکن میرے بڑوں نے مجھے سکھایا ہے کہ بڑوں کی عزت کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، personal attack نہ کریں۔

چودھری مونس الہی: انہوں نے manufacturing defect کی بات کی ہے تو میں یہاں ضرور یہ clear کر دوں جیسا کہ کھوسہ صاحب کو پتا ہے کہ جب میاں صاحب لندن تھے تو جس طرح یہ آکر میرے والد کو ملے اور جو جو کچھ وہاں پر بتیں ہوئیں وہ بھی ان کو یاد ہوں گی۔ اپنے بچوں کے لئے، پارٹی join کرنے کے لئے اور جو جو چیزیں discuss ہوئیں وہ سب ان کو یاد ہوں گی۔ اگر یہ چاہیں تو یہ چیزیں on oath قرآن پر بھی لائی جاسکتی ہیں۔ آگے ان کی اپنی مرضی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! دیکھیں، اب یہ personal ہوتے جا رہے ہیں جناب نت صاحب، ان کا نام مونس الہی نت ہے اور یہ مجھے کھوسہ صاحب کے نام سے لکار رہے ہیں۔ میں نت صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، ان کی بات میں کوئی نہیں بولا۔ اب آپ ان کی بات بھی سنیں۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جب یہ ذکر کرتے ہیں کہ میں ان کے والد کو ملا ہوں۔ ان کے والد جب مجھے ملا کرتے تھے اور جو مجھے کہا کرتے تھے، یہ بچ ہیں ان کو چاہئے کہ

یہ میری بیان زبان نہ کھلوائیں۔ میں وہ حالات بیان اسمبلی میں بتا سکتا ہوں کہ شاید یہ بات کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ میاں صاحب کے ان کے خاندان پر جواہرات ہیں وہ میں جانتا ہوں اور وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ میاں صاحب کے ساتھ جس نے دفاکی اور جس نے جفاکی ہے وہ سارا ہاؤس جانتا ہے۔ یہ اپنی ذات پر مت لیں۔ اگر یہ اپنی ذات پر لینا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اپنی manufacturing defect مرضی ہے، میں ان کی پارٹی کی بات کر رہا ہوں۔ اگر یہ اپنی ذات پر لینا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اپنی manufacturing defect ڈالا تھا پرویز مشرف نے کہ پیپرز پارٹی سے گھسیٹے، مسلم ایگ (ن) سے گھسیٹے اور۔۔۔ (قطع کامیاب)

MR. ACTING SPEAKER: No, no cross talking

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالقدر علی خان کھوسے): ہر طرح سے گھسیٹ کریں چوں کا مرتبہ بنایا تھا۔ میں اس کی بات کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں اس کو اب آگے نہ لے کر جائیں اور بات آگے شروع کی جائے۔

چودھری مونس الہی: جناب پسیکر! ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔ (شور و غل)

سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 پر عام بحث کا آغاز

(--- جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! پیغمبر تشریف رکھیں، بات کو آگے بڑھائیں۔ جی، چودھری ظسیر الدین صاحب بجٹ پر بحث کا آغاز کریں۔ راتا صاحب! تشریف رکھیں میں نے floor لیڈر آف دی اپوزیشن کو دے دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ (شور و غل)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! معدرت کے ساتھ میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں۔ میں بار بار Chair پر میٹھ کر بات کرتا ہوں اور اپنے ممبر ان کو میں بڑی معدرت کے ساتھ کھوں گا کہ میں نے اس پورے ہاؤس کو چلانا ہے۔ جب میں وہاں ان (حکومتی بخپز) کو کہتا ہوں کہ آپ نے دوستوں کی بات میں نہیں بولنا تو اسی طرح جب کوئی اس طرف سے بات کر رہا ہوتا ہے تو آپ بھی بات سنیں، آپ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ میں آپ کو ہمیشہ ثابت کیا ہوں اور زیادہ ثابت کیا ہوں اس لئے میری آپ

سے درخواست ہے کہ اگر کوئی بات ہو رہی ہو تو اس کو سنیں تاکہ ہم ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلا سکیں۔
جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظمیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اگر ہمارا کوئی ساتھی Leader of the House کی بات کے درمیان بولے گا تو آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں، اگر ہمارے ساتھیوں کی بات کے درمیان بولا جائے گا تو پھر میں کہہ سکتا ہمیں کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ میری بات کے درمیان نہیں بولیں گے تو جب Leader of the House بول رہے ہوں گے تو اس وقت بھی کوئی نہیں بولے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس دفعہ مجھے موقع دے دیا جس موقع سے پہلی بار ساری اپوزیشن اور میں بھی محروم رہا اور یہاں بات نہ کر سکے۔ یہاں بات کرنے سے پہلے کچھ باتیں ہوتی رہیں جو میں بجٹ تقریر کے درمیان ہی کروں گا۔ میں آپ سے پہلے ہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ You can say anything under the budget speech اس میں کوئی کی بات نہیں ہوتی۔

جناب والا! بجٹ حاکم وقت کا عوام کے ساتھ ایک عمد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اے ایمان والو! تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔" مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کو اپنے عمد کا پاس ہے اور نہ ہی عوام سے کئے ہوئے وعدوں کا پاس ہے۔ گزشتہ ایک سال سے اس صوبے میں جس طرح سے عوام کو بے وقوف بنایا گیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ بجٹ میں عوام کے ساتھ کئے گئے وعدے، اعلانات کی طرح بے وقعت ہو گئے۔ میں حق رکھتا ہوں کہ اس پر تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔ آج بجٹ پر بحث شروع کرنے سے پہلے میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلا بجٹ ہو گا، پہلی تقریر ہو گی جس میں کوئی تحریک استحقاق حکومت کے خلاف پیش کی جائے گی۔ اس کو میں بد عمدی کے طور پر پیش کروں گا جو کہ عوام اور ہاؤس کے ساتھ کی گئی۔ میں یہ ناخوشگوار فریضہ کبھی ادا نہ کرتا اگر مجھے چند سوالوں کے جواب مل جاتے تو میں اس پر مجبور نہ ہوتا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنے پر مجبور ہوں کہ جناب فائل منسٹر نور اشرف کا رہ جو کہ نہایت اچھے اور آدمی ہیں، جو تقریر ان کو لکھ کر دی جاتی ہے وہ پڑھ دیتے ہیں۔ انہوں نے پہلی دفعہ بھی پڑھی، یہ مجبوری ہوتی ہے ہر فائل منسٹر یہی کرتا ہے لیکن المیر یہ ہے کہ فائل منسٹر ہمیشہ ruling party

کا ہوتا ہے اس دفعہ اتحادی پارٹی میں سے ہے، ایک ایسی پارٹی جس کے ساتھ اتحاد تو بنا لیا گیا majorly لیکن جو ہاؤس کے ساتھ بجٹ کی بد عمدی کی گئی وہی بد عمدی اس پارٹی کے ساتھ بھی ہو رہی ہے۔ انہوں نے جو پچھلی دفعہ تقریر پڑھی تھی اس کے title کا رنگ بدل کر اور چند فقرے آگے پیچھے کر کے دوبارہ انہیں دے دی گئی اور دوبارہ انہوں نے وہی تقریر پڑھ دی۔ اس دفعہ جو کچھ ہو رہا ہے کہ یہ پارٹی، پیپلز پارٹی جن کامیابی پر فائز منڑ اس اتحادی حکومت کا ہے اور اتحادی حکومت یہاں پر ایک friendly opposition کے طور پر بھی play کر رہی ہے۔ مرکز میں جو بجٹ پیش کیا گیا اس کے یہاں کی حکمران حکومت کے ہی ایک ممبر چودھری نثار علی خان نے چیتھڑے اڑادیئے اور وہاں پر اس کو تاریخ کر کے رکھا ہوا ہے اور اس پیپلز پارٹی کو وہاں پر انہوں نے رکڑا دیا ہے اور اسی پیپلز پارٹی کا ہی ایک بندہ مستعار لے کر اس سے کہا ہے کہ یہاں پر بجٹ پیش کرو اور پچھلے سال یہ صرف بجٹ پیش کرنے کے گناہ گار ہوئے۔ یہ ان سے کچھ پوچھ بھی نہیں سکتے تھے لیکن میں آج آپ کے توسط سے اور اجازت یہ پوچھوں گا، انہوں نے کہا تھا کہ پچھلے سال پر اس کنٹرول بورڈ ایک سال کے اندر قائم کر دیا جائے گا، کیا وہ قائم ہوا؟ پر اس کنٹرول بورڈ اس لئے بنایا کیونکہ قیمتیں آسمان کو چھوڑ رہی تھیں اور وہ bad governance کی وجہ سے چھوڑ رہی تھیں اور good governance کی وجہ سے تبدیل کرنا ان کے بس کی بات ہی نہیں تھی اس کی کئی وجوہات تھیں۔ انہوں نے اپنی کابینہ میں under 19 team کے لی وہ deliver کرنے کے قابل ہی نہیں تھی اور بعد میں اس چیز کا اور اک چیف منڈر صاحب کو ہو گیا تھا لیکن وہ کیا کریں جو سماں ان کے پاس تھا انہوں نے اسی کو استعمال کرنا تھا اور اسی سلسلے میں کچھ اس طرف سے بھی ایسی چیزیں لینے کی کوششیں کیں لیکن وہ بھی ویسی ہی ثابت ہوئیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اتوار بازاروں کو، جمعہ بازاروں کو دیکھ لیں، وہاں پر تو task forces کا اتوار بازار لگا ہوا ہے، سو موار بازار لگا ہوا ہے۔ وہاں پر 72 کے قریب task forces ہو گئی ہیں، اتنے فرقے ہیں لیکن deliver نہیں کر پائے۔ ایک بورڈ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس بورڈ کا کوئی جواب دہ ہوتا ہے، وہ پر اس کنٹرول بورڈ بنانے کے بعد کوئی ٹاسک لیتا ہے۔ ٹاسک لینے کے بعد وہ deliver کرتا ہے، وہ حکومت کو کہتا ہے کہ مجھے یہ دیا جائے تاکہ prices کو نیچے لے کر آنا تو ان کی ترجیحات میں ہی شامل نہیں تھا۔ ان کی ترجیحات کچھ اور تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سال تک صوبے کی تمام عوام کو خصوصاً یہی علاقوں کی عوام کو منگائی میں پیسے کا جرم پچھلی دفعہ ان کو بہتر کرنے کے بعد ان کو بالکل neglect کرنے کا جرم کیا گیا ہے اس وجہ سے میں اپنی تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب والا! حکومت پنجاب نے ڈیڑھ سال کے سرکاری قرضے ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ اس میں کیا قباحت تھی، یہ کیوں نہیں ادا کئے گئے؟ کیونکہ پھر ان کی ترجیحات کچھ اور تھیں، ترجیحات کچھ بتائی جاتی رہی ہیں، کچھ میں آہستہ آہستہ بیان بھی کرتا جاؤں گا۔ مجھے بتایا جائے کہ کسی ایک بھی بیوہ کا قرضہ معاف کیا گیا، ان کے پاس کوئی ریکارڈ ہے؟ صرف تقریریں کر دینے سے تو بات نہیں بن سکتی۔ یہ تقریریں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، آپ کو تقریروں پر شرمسار ہونا چاہئے۔ میں سخت الفاظ استعمال نہیں کروں گا اس لئے کہ طبع نازک پر گراں گزر جاتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کی تقریر میں ایک ارب کی لاگت سے کم قیمت کے گھروں کو ایک سال کے اندر دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ بجٹ ایک سال کے لئے بتاتا ہے، یہ بجٹ کسی کی جا گیر نہیں ہے، کسی کا بنک اکاؤنٹ نہیں ہے کہ رکھ لیا جائے کہ جب کبھی موڈ اچھا ہو گا تو کسی اچھی برسات میں یہ کام کر لیں گے۔ نہیں، ایسا نہیں ہے، ایک سال کے اندر کام کرنا ہوتا ہے اور ایک سال کے اندر deliver کرنا ہوتا ہے۔ اگر آپ کچھ لوگوں کو اکٹھا کر لیں گے کہ چلو! اگلی دفعہ ہمیں جواب نہیں دینا پڑے گا۔ میں "لوٹ" کا لفظ استعمال نہیں کرتا، ہم چند ایک لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کو مکروہ کر دیں گے تاکہ وہ بات نہ کر سکیں۔ بات تو ہم میدیا کے سامنے بھی کر لیتے ہیں۔ آج آپ مجھے تقریر نہ کرنے دیتے تو میں ساری باتیں میدیا کے سامنے کر لیتا۔ آپ نے بہت مر بانی فرمائی کہ آپ ان لوگوں کا tool نہیں بنے، آپ نے اس کر سی کی لاج رکھ لی۔ میں اس لئے گزارش کرتا ہوں کہ یہ کیا، اب یہ بتائیے گا کہ ایک ارب روپے کا میں نے یہ کہیں نہیں کما، میں نے آپ کو وہ چیز نہیں کہا جو آپ ہیں اور کما جاتا ہے کہ شاید ہیں کہ نہیں ہیں؟ کنوں کے ہیں یاد و سرے کے ہیں، سیدھے کھڑے ہوتے ہیں، لڑھک جاتے ہیں اس کے بارے میں، میں بات نہیں کر سکتا۔ میں تو یہ بات کر رہا ہوں کہ ایک سال کے اندر ایک ارب اس عوام کا بجٹ کے لئے، بجٹ بنانے کے لئے تو ٹیلی پر ایک kitty آتی ہے اس میں پنجاب کے عوام جس میں آپ کی جیب میں سے بھی کچھ پیسے نکلتے ہیں، میری جیب میں سے بھی کچھ پیسے نکلتے ہیں اور راتناشہ اللہ خان صاحب کی جیب سے بھی نکلتے ہیں وہ kitty میں آ جاتا ہے۔ 300 ارب روپیہ divisible pool سے آگیا۔ وہاں سے آنے کے بعد جب یہ financial management ہوتی ہے تو ہمیں بنی بانی مل جاتی ہے اس میں جو 25 فیصدی ہوتا ہے۔ وہ پیسے کی شکل میں نچوڑا ہوا خون ہوتا ہے لیکن پھر اس کے بعد اسے project management میں لے کر آنا اور یہاں پر آکر یہ موقع رکھنا کہ ہمیں کوئی شخص یہ کے، کوئی ایسا وزیر کہہ دے کہ مجھے بزرگی کی وجہ سے نہیں پوچھا جائے گا۔ بھسپی! بزرگی کا تو احترام کیا جائے گا۔

شیخ سعدی نے کہا ہے کہ ”بزرگی باعقل است نابسال است۔“ میں دھر رہا ہوں کہہ نہیں رہا کہ بزرگی جو آتی ہے وہ عقل سے آتی ہے، وہ عمر سے نہیں آتی۔ آپ جو عمدے لیتے ہیں تو اس کے لئے deliver کرنا پڑے گا، آپ کو جواب دہ ہونا پڑے گا۔ جس دن اعلان کیا گیا تھا کہ ایک ارب روپے سے گھر بنائیں گے کتنے یتیموں، کتنے غریب آدمیوں نے اس دن ایک سکھ کا سانس لیا ہوا کہ آہ! کتنا اچھی بات ہے کہ ہمارے دیے ہوئے ٹیکسوس سے اس سال کے اندر ہمیں چھت مل جائے گی۔ پھر جون کے بعد جولائی آیا، جولائی کی گرمی انہوں نے برداشت کی، پھر اگست آیا، اگست کی بارشیں برداشت کیں، پھر انہوں نے دسمبر جنوری کی سر迪اں برداشت کیں، اب پھر اگلا بجٹ آگیا، آج وہ لوگ پوچھتے ہیں، میں ان کے behalf پر آپ کی وساطت سے پوچھتا ہوں کہ کیوں کما تھا ایسا کام جو تم نے نہیں کرنا تھا، کس نے کما تھا کہ یہ کرو؟ یہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ ہاں! آپ خاموشی سے کہتے کہ ایک ارب روپیہ ہمارا special discretionary fund ہے اس کو ہم استعمال کرنا چاہتے ہیں، جیسے مرخصی کریں۔

جناب والا! عوام یہ پوچھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے، اپنے اتحادی جماعت کے، وہ اتحادی جماعت کے جو ہر طریقے سے آپ کے ساتھ تعاون کر رہی ہے، اپنا وزیر خزانہ، ایک سافٹ سپوکن وزیر خزانہ، ایک خوش گفتار، خوش شکل وزیر خزانہ انہوں نے آپ کو دے دیا ہے۔ اس کو آپ تقریر لکھ کر دے رہے ہیں کہ تم یہ پڑھو بھئی! ہم یہ کر دیں گے تو اس بے چارے نے پڑھ دیا کہ طالب علموں کے لئے مفت ایئر کنڈیشنڈ بس سروس ایک سال کے اندر شروع کرنے کا میں اعلان کرتا ہوں۔ مجھے بتایا جائے۔ آپ سب لوگ یہاں پر تشریف فرمائیں۔ میرے بہت ہی محترم بھائی شیخ علاؤ الدین صاحب بڑے مجید ہیں، اپنے علاقے میں انہوں نے ڈسپنسریاں اپنے پاس سے بنائی ہوئی ہیں، ان کی اپنی ایک کاروں کی اور موڑ وہیکل کی ایک ایجنسی ہے، کتنا ایئر کنڈیشنڈ بسیں ان کی ایجنسی سے گئی ہیں اور وہ کماں چل رہی ہیں؟ کوئی ایک شخص بتائے کہ اس کے حلقے میں یہ بس چل رہی ہے؟ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ عوام جو ہے یہ decoy ducks نہیں ہیں جن کو رکھ کر آپ دوسری مرغابیوں کو بلا کر شکار ہیلیں گے، یہ decoys نہیں ہیں، یہ جیتے جا گئے انسان ہیں، ان کے احساسات ہیں، ان کے کان ہیں جس سے وہ آپ کے وعدے سنتے ہیں۔ ان کی زبان ہے جس سے پھر وہ آپ سے مانگتے ہیں کہ تم نے یہ کما تھا جو ہم نے سنا ہے، تم نے کیوں نہیں کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب پیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لوڈشیڈنگ کے بعد مرکزی حکومت، پیپلز پارٹی کے ذمہ لگا کہ اس ملک کے اندر انیں ہزار میگاوات کی production capacity ہے اور

جو ہے وہ چند سال پہلے گندم سے جو تھی وہ تیرہ چودہ ہزار کی تھی اور پوری produce capacity ہو رہی تھی۔ اب مینو فیکچر نگ تو اس وقت بھی انیں ہزار کی تھی، اب بھی انیں ہزار میگاواٹ کی ہے لیکن اب گیارہ ہزار ہو رہی ہے تو پیپلز پارٹی والوں پر پریشر تھا کہ آپ اس مینو فیکچر نگ capacity تک کیوں نہیں پہنچ پاتے تو صوبہ کی طرف سے اعلان کیا گیا تو صوبہ کے لوگوں نے کالیا پنجاب کے معنqi لوگ، پنجاب کے غیور لوگ، پنجاب کے ذہین لوگ، پنجاب کے وفادار لوگ۔۔۔ چلے گئے میرے ساتھی یہاں سے بات کر رہے تھے۔ (تقصیہ)
پنجاب کے وفادار لوگ اور ان کو یہ ایک نوید ملی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ذر ایک منٹ، پونکہ ہاؤس کا نام سازھے بارہ بجے تک کا تھا تو اب ڈیڑھ بنے تک extend کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظمیر الدین خان): جناب والا! شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کیونکہ آپ نے یہ روایت قائم رکھی کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کو نام کی پابندی نہیں ہوتی، آپ نے یہ extend کیا ہے، میں آپ کا ذاتی طور پر بھی بہت مشکور ہوں۔

جناب والا! ان کو یہ نوید دی گئی کہ رواں مالی سال 09-2008 میں تین سو پچاس میگاواٹ تک بلکل کے منصوبے مکمل کر کے لوڈ شیڈنگ سے صوبہ پنجاب میں نجات مل جائے گی۔ سب میرے ساتھی بیٹھے ہیں، میری ذہین، پاکباز اور نیک میری بہنیں بھی ادھر بیٹھی ہوئی ہیں، وہ بہنیں بتائیں کہ اپنے گھروں میں پسکھے چل رہے ہیں یا نہیں چل رہے؟ میرے بھائی بتائیں کہ وہ منصوبے مل گئے؟ (نصرہ ہائے تحسین)

یہ ہم نہیں کہتے کہ لوڈ شیڈنگ ہو، کوئی بات نہیں ہے، ہوتی رہے، برداشت کریں گے۔ میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کمنے کی کیا ضرورت تھی، کیوں کہا؟ اگر ہمارے کانوں نے سنائے تو پھر زبان پوچھے گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اور اعلان کیا گیا کہ چار ہزار پانچ سو چوہتر سینڈری سکولوں کی لیب کو جدید کمپیوٹر لیب سے آراستہ کیا جائے گا اور 5۔ ارب روپے کی خطریر قم اس پر خرچ کی جائے گی۔ میں اس کو ذرا طول نہیں دینا چاہتا۔ میں نے اور باتیں بھی کرنی ہیں۔ کسی جگہ کوئی لیب نہیں بنی، ایسی باتیں نہ کریں۔ تعلیم کا حال تو اسی دفعہ دیکھ لیا کہ جب اس کو آپ نے کم فنڈ دے دیا ہے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اب آگے ایک اور بات پر آتا ہوں۔ ہمارا کسان جو ہے اس کی بہت بڑی حالت ہے۔ وہ کچھ non perishable commodities لاگاتا ہے تو

کچھ کا یہ حال non perishable commodities اکاتا ہے، جو حال پچھلے سال چاول کی فصل کا ہوا وہ اللہ جانتا ہے، ان کو جو کچھ ملا وہ بھی ایک بدانتظامی اور bad governance تھی لیکن perishable commodities کے لئے ایک نویدی گئی کہ دس اضلاع میں کو لڈ سٹور تج بنائے جائیں گے، اس سے کسان سبزیاں اور ایسی چیزیں جن کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے دلیری سے ان کو بونیں اور یہ حکومت by virtue of this budget آپ کو provide کرے گی، آپ کام کیجئے گا، لوگوں نے کام کیا۔ لوگوں نے ان ساری خراب ہونے والی perishable commodities کو اگایا اور اگانے کے بعد وہ دس اضلاع جو announce کئے گئے تھے وہاں پر اپنے گذوں کے اوپر، اپنی ٹرالیوں پر لے کر پھرتے رہے، سارا سال یہی ہوا، آخر انہوں نے پھر روایتی کاشت کے اوپر گھر صبر کے ساتھ چلے گئے اور ایک بھی کو لڈ سٹور تج ان کو میسر نہیں آیا۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا گیا کہ وزیر اعلیٰ سید ٹریٹ کو خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ یہ بھی نہ ہو سکا۔ یہ اگر اتنی اچھی چیز تھی تو کر دیا جاتا لیکن اس میں ایک تھوڑی سی تبدیلی توکر دی گئی ہے کہ اس کی اوپنجی اونچی دیواریں کر کے اب اس کو شاید کسی jail sub کا درجہ دیا جا رہا ہے اور اس کو jail sub کے طور پر استعمال کیا جائے گا کیا کس چیز کے لئے استعمال کیا جائے گا، استعمال میں وہ آرہی ہے۔ استعمال کیا جانا ہوتا ہے لیکن استعمال جس چیز کے لئے کوئی چیز بھی ہوتی ہے وہ اسی طرح ہوتی ہے، کچھ چیزیں ہماری طرف سے جاری ہیں ان کا استعمال بھی وہی ہونا ہے، اس طرف توجہ جاری ہے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Truth Commission بنانے کا اعلان کیا گیا تھا، اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس سے پھر پوچھا جائے گا کہ Truth Commission میں تو سچ بولنے والوں کو پوچھا جاتا ہے کہ سچ کیوں نہیں بولتے؟ سچ بولنے کی بہاں پر کسی کوتوفین نہیں تھی۔

جناب والا! میں یہ بات آپ کی وساطت سے کرنا چاہتا ہوں اور warn کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبہ کے معاملات ہیں وہ بہت ہی دگر گوں ہو چکے ہیں۔ یہ جو بات ہوتی ہے کہ 60 لاکھ ٹن لے لیں گے، 80 لاکھ ٹن لے لیں گے، 50 لاکھ ٹن لے لیں گے، آپ جب announce کرتے ہیں تو عوام اس کے حساب سے اپنے آپ کو manage کرتی ہے۔ آپ کی عوام جو ہے وہ آپ کی طاقت ہے۔ وہ آپ

کی پلانگ کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے کہ ہم نے جو نمائندے بنانے کا بھیجیے ہیں ان کی پر اجیکٹ میجنٹ، ان کی ایڈمنیسٹریشن میجنٹ کیسی ہے؟ جب مرکز نے 950 روپے گندم کی قیمت ادا کی، اس کے بعد اگر خاموشی رہتی تو کسان اپنے حساب سے، اپنے تیس اس تک کہ میری گندم کتنی 950 میں فروخت ہو سکتی ہے اتنی وہ فروخت کرتا، باقی کوئی اور چیز فروخت کرتا۔ اس نے اپنے سانس کا ناتا بھی تو قائم رکھنا ہے۔ اگر کوئی چیز فروخت نہیں ہوتی تو وہ فروخت ہونے والے oil edible پر آ سکتا ہے۔ اگر کوئی چیز فروخت ہوتی تو وہ کسی اور چیز یعنی بزری کے اوپر آ سکتا ہے، کسی اور نصل پر آ سکتا ہے، کیا پاس پر آ سکتا ہے جو فروخت نہیں ہوتی ہے، میرے مندوں صاحب یہاں تشریف فرمائیں لیکن جب یہاں سے نوید دے دی گئی کہ دانہ دانہ خریدا جائے گا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم تو گندم بونیں گے پھر چاہے ہم دسمبر تک چلے جائیں ہمارا دانہ دانہ آئے گا اور کوئی ڈی سی اور کوئی کمشٹ ایسا نہیں ہو گا کہ جس کے جو حواری ہیں، جو ملکر ہیں وہ ہمیں ٹھٹھے ماریں گے لیکن 60 لاکھ ٹن اس خریداری میں، 60 لاکھ ٹن تو یہاں نہیں تھی، یہاں تو بہت زیادہ گندم کسان نے اگائی ہے، اس کسان نے جس کا پانی بند کیا ہوا ہے۔ پانچ دریا کبھی یہاں آتے تھے، اب صرف یہاں پر دودریا بنتے ہیں اور اس کسان نے جب پانی کم ہوا، آبادی میں کروڑ سے سول کروڑ ہو گئی، یہ کسان ہی ہے کہ جب 1952 میں یہاں پر گندم جو import ہوئی تھی اب کسان نے اس کو ایکسپورٹ ہونے کے قابل کر دیا۔ کسان نے اپنے گھروں کے دینے بھجا کر شروں کی بیان جلائی ہوئی ہیں اور شروں میں بیٹھے ہوئے وزراء اور شروں میں بیٹھے ہوئے ہم لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ان کو پھر رول دیا، رول رہے ہیں۔ ٹرالیاں کھڑی ہیں، بہت براحال ہے اور میں آپ کو یہ بتائے دیتا ہوں کہ ان کی جو government predecessor تھی اس میں میں کلو کے آٹے کا تھیلا 280 روپے کا فروخت ہوتا رہا ہے جو کہ اب ساڑھے پانچ سوروپے کا ہو گیا ہے اور میں اب آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر آپ good management نہیں کریں گے، اس کو آپ ساڑھے چار سو یا پانچ سوروپے پر نہیں لے کر آئیں گے تو اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی ورنہ یہ میں کلو کے آٹے کا تھیلا 600 روپے کا بنتے والا ہے، بکنے والا ہے، میڈیا اس بات کا گواہ رہے، کہ اگر یہ management bad ہے تو یہ اسی جگہ پر چلا جائے گا۔

جناب والا! میں اس بات پر آتا ہوں کہ یہاں پر بار بار یہ بات آتی ہے کہ زراعت پر ٹیکس لگایا جائے گا اور خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک اس طرف سے یہ نہیں کیا گیا کہ سوچا جا رہا ہے، خدارا! ایسا کام نہ کبھی گا۔ پنجاب کے اندر بارہ ایکڑ سے کم مالکان کی تعداد 94 فیصد ہی ہے اور بارہ ایکڑ سے کم کا آدمی تو اپنے بچے کے پاؤں میں جوتی نہیں پہنا سکتا، اس پر یہ جو بابولوگ، جو ہاں پر بیٹھے ہوئے ترین ہیں، ایک ذلیل

ہوتا ہے، ایک ذلیل ترین ہوتا ہے۔ ایک شوکت تھا اور ایک یہاں پر اب شوکت ترین آگیا ہے اور مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ترین لوگ جو آئے ہیں یہ کوئی بہتر طریقے سے آپ کو نہیں کہیں گے، کبھی ان کی بات نہ مانے گا اور یہاں پر زراعت پر لیکس نہ لگائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نو شیر خان انجم لنگڑیاں): جناب والا! آئیا یہ بجٹ تقریر ہو رہی ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): آپ بتائیے کہ آپ کو کس چیز پر اعتراض ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب قائم مقام سپیکر نہیں۔ cross talk. یہ No cross talk.

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نو شیر خان انجم لنگڑیاں): جناب والا! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فناں منصر صاحب بیٹھے ہیں، وہ نوٹ کر رہے ہیں، جو بھی بات ہو گی وہ پھر اس کا بتائیں گے۔ جی، لیڈ آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): جناب والا! شکریہ۔ میں نے اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ چونکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ شرف حاصل ہے کہ میں کافی عرصہ دراز سے آپ سے سیکھ رہا ہوں اس Chair پر جو بھی بیٹھا ہوتا کہ یہ Parliamentary Practice by Kaul پڑھ لیں اور باقی کتب بھی یہاں موجود ہیں۔ آپ اپنی تقریر کے اندر You آپ کو بھی کا ذکر بھی کر سکتے ہیں، آپ لوٹے کا ذکر بھی کر سکتے ہیں، آپ کو کوئی نہیں روکے گا، بجٹ تقریر میں کوئی پابندی نہیں ہوتی۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں اس کو منحصر کرتا ہوں۔ میں صحت کے معاملات کے بارے میں عرض کروں گا، یہاں پر پانی کی کمی کی وجہ سے اور بہت سی اور چیزوں کی کمی کی وجہ سے صحت کے معاملات بہت دگر گوں ہیں۔ یہ priority صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ 70 فیصد عوام دیہاتوں میں بستی ہے لیکن کسی دیہات میں کوئی ایک گاؤں بھی ایسا نہیں جس میں تنور جسٹرڈ ہو بلکہ سارے رجسٹرڈ تنور شروں میں ہیں یعنی 25 فیصدی آبادی میں رجسٹرڈ تنور ہیں اور ان رجسٹرڈ شدہ تنوروں کے لئے 7.5۔ ارب روپیہ مختص کر دیا گیا ہے۔ آٹھ کروڑ عوام کی صحت کے لئے جس کی صحت ٹھیک ہو گی، جس کا پیٹ ٹھیک ہو گا، جس کا گلا ٹھیک ہو گا تو وہی نوالے لگل سکے گا اس کے لئے صرف 6۔ ارب روپے رکھ گئے ہیں۔ اسے parities کیا جائے، اسے ٹھیک کیا جائے۔ صحت کو چلانے والے لوگوں کا عالم یہ ہے کہ

ڈاکٹر سڑکوں پر ہیں، وہ ہڑتالیں کر رہے ہیں ان کے لئے کوئی بہتر صورتحال پیدا کی جائے تاکہ وہ دوائیوں کے علاوہ precautionary measures سے ہی کچھ علاج کر سکیں۔

جناب والا! منگانی نے کمر توڑ دی ہے۔ منگانی کا علاج صرف good governance سے ہو سکتا ہے۔ good governance کے لئے کوئی recipe نہیں ہے کہ میں نے اتنی ہدایتی ڈال دی ہے، اتنی مرچیں ڈال دی ہیں، اتنی اور کم ڈال دی ہے اور اب ہندیا تیر ہو گئی ہے بلکہ good governance کے لئے رزلٹ دیکھنا پڑتا ہے۔ منگانی کم ہو گی تو good governance ہو گی۔ میں good governance کا ایک چھوٹا سا barometer مال روڈ کو کھاتا ہوں۔ پچھلے سارے سال میں مال روڈ پر ٹکر کس، ٹیچر، ڈاکٹر، انجینئر، تاجر، مزدور، کھیت مزدور تمام کے تمام ہڑتالوں پر رہے، گلے میں روٹیاں ڈال کر روتے اور بیٹھتے رہے۔ اگر وہ اس سال نہیں ہوں گے تو اگلے سال چاہے قائد حزب اختلاف نہ بھی ہوئے تو پھر بھی میں آکر آپ سے کہیں گے کہ جناب آپ نے good governance دکھائی ہے۔ اس بار مال روڈ پر کار و بار ہوا ہے، ہڑتال بار نہیں ہوا۔

جناب پیکر! ہمارے وزیر خزانہ نے admit کیا ہے کہ ہماری revenue collection کم رہی ہے۔ اب اس کے لئے ایک نا set up بنارہے ہیں۔ صرف یہ کہ دینا کہ revenue collection کم ہوئی ہے یہ کوئی مستحسن قدم نہیں ہے۔ میں میدیا اور آپ کے ذریعے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت میں divisible pool کی روایت ہے کہ units aapne ریونیو میں federating bad governance اور poor administration کو کھاتے ہیں۔ میں bad governance کم کھاتے ہیں کہتا بلکہ وہ poor governance کو ایک فیصد تک cut لگایا جاتا ہے یہ unwritten and nonfeel قسم کی چیز ہوتی ہے۔ اگر آج divisible pool میں ایک فیصد cut نہ لگا ہوتا تو جناب وزیر خزانہ نے جناب وزیر اعلیٰ کے توسط سے جو پنجاب کے لوگوں کو ڈولیپمنٹ کے لئے 175 ارب روپیہ دیا ہے وہ 181 ارب روپیہ ہوتا۔ لہذا due to ڈولیپمنٹ کے 6 ارب روپے سے محروم ہوئی ہے۔

جناب والا! ہمارے جو ٹریفک وارڈن ہیں انہیں ایمیٹ اور سٹریٹ کرامکی ٹریننگ دی گئی تھی لیکن ان سے اسلحہ والپس لے لیا گیا ہے۔ ان سے اسلحہ والپس لینے کے بعد کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جیسے سری لنکا کی ٹیم پر حملہ ہوا تھا اس میں وارڈن ایک sitting duck کی طرح مارا گیا۔ وہ بے چارہ کہہ رہا

خاکہ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو could I do firing ہوں کہ اگر کسی جگہ کوئی وقوع ہوتا ہے، کوئی جرم کرتا ہے تو سب سے پہلا شخص جو دیکھنے والا ہوتا ہے یا encounter کر سکتا ہے وہ ٹرینک وارڈن یا ٹرینک پولیس کا جوان ہوتا ہے۔ اگر آپ اسے نہ تاکر کے وہاں کھڑا کرتے ہیں تو یہ کس قسم کی governance ہے کہ جس کا شریٹ کرامم میں پہلا encounter ہونا ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے پاس گولی تک نہیں ہے اور نہ ہی وہ کچھ رکھ سکتا ہے۔ کیا وہ اپنی جیب میں پہل بھی نہیں رکھ سکتا؟ لہذا میری تجویز ہے کہ ان کو مسلح کیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم میں 23 فیصد کمی کی گئی ہے یہ کوئی مستحق قدم نہیں ہے۔ تعلیم کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے۔ ہم نے تو میٹرک تک تعلیم مفت کی تھی اور ہمیں یہ خیال تھا کہ آنے والی حکومت جس کو عوام نے یہ اعتماد دیا ہے وہ عوام کو یہ نوید دیں گے کہ ہاں! آپ لوگوں نے جس حکومت کو چھوڑ کر ہمیں دوست دیا ہے۔ انہوں نے آپ کے لئے میٹرک تک تعلیم مفت کی تھی لیکن ہم آپ کی تعلیم بی اے تک مفت کر رہے ہیں لیکن ڈیڑھ بجٹ گزر جانے کے بعد بھی کچھ نہیں ہو سکا۔ میں آپ کی وساطت سے ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واہیو نیور سٹی کے چار ہزار سے زیادہ سٹوڈنٹس صرف اس وجہ سے بر باد ہو رہے ہیں اور ان کے ماں باپ کا ان پر لاکھوں روپیہ لگا ہوا ہے، وہ صرف اس لئے بر باد ہو رہا ہے کہ انہیں پنجاب اسمبلی سے چار ٹریننگز دیا گیا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو چار ٹریننگز کا ساتھ چار ہزار سٹوڈنٹس کا مستقبل بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی آبادی کا 51 فیصد خواتین ہیں لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خواتین کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا، آج کے بجٹ میں ان کی کوئی reflection نہیں ملتی۔ لہذا میں چاہوں گا کہ خواتین کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ باہر میڈیا کے اندر عام طور پر یہ تاثر پایا جا رہا ہے کہ اس وقت کی حکومت نے اپنے دو target ہے اور انہوں نے لوکل گورنمنٹ کو اپنی مرضی کے مطابق کرنا ہے چونکہ باقی دنیا کی طرح یہاں بھی three tiers of government introduce ہو چکے ہیں۔ فیدرل گورنمنٹ، federating units اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ۔ اب اگر کوئی وفاقی وزیر آیا ہے تو وزیر اعلیٰ کی مرضی ہے کہ اسے receive کرے یا نہ کرے چونکہ اس کی اپنی حکومت ہے independence ہے اور second tier of government ہے اس لئے نہیں کرتے چونکہ وہ خود autonomous لوگ ہیں۔ اسی طرح اگر یہاں کا کوئی منسٹر ضلع میں جاتا ہے تو ضلع ناظم نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ میں فارغ ہو تو آؤں گا ورنہ میرا ذمی سی اور آپ کو لینے کے لئے آ رہا ہے۔ یہ

بات طبع نازک پر گراں گزری ہے اس لئے وہاں پر دست بستہ ہاتھ باندھنے والا نیا نظام لانے کے لئے یہ کیا جا رہا ہے اور ان کو ختم کرنے کے بعد وہ اس قسم کا نظام آجائے گا۔ پھر ان کا دوسرا target خواتین کی سپیشل سیٹیں ہیں۔ یہ فنا اس لئے نہیں رکھا گیا کہ خواتین کی سپیشل سیٹیں ختم کرنے کا پروگرام ہے۔ میں یہاں پر اعلان کرتا ہوں کہ یہاں یہ دونوں باتیں ہونے والی ہیں۔

جناب والا! اس وقت ملک میں پولیس کے role ہیں۔ ایک تو در میانہ نچلا طبقہ ہے انہیں جماں جماں بھی encounter کرنا پڑا انسوں نے اپنی جانیں دی ہیں، اڑائی بھی لڑی ہے اور لوگوں کو بھی بچایا ہے۔ ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن دیکی علاقوں اور تھانوں کے اندر جماں ایس پیز اور اے ایس پیز: یہ انہیں monitor کر رہے ہیں وہاں عوام کی گڑی اچھالی جا رہی ہے۔ extra judicial killing جو عرصہ دراز سے بند تھی وہ اب عروج پر ہے۔ لوگوں کو پکڑ کر پہلے ان سے statements جاتی ہیں پھر ان کو مارا جاتا ہے اور statements کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ پولیس کے اس act کو روکا جائے، پولیس کا ہاتھ پکڑا جائے۔ یہ گورنمنٹ known ہو جائے اس حساب سے نہ جانی جائے کہ یہ Extra judicial killing کے بڑے ماسٹر ہیں۔ جسے مرضی پکڑتے ہیں اور اس کے دل کے اندر half dead مکہ ڈال دیتے ہیں۔

جناب سپیکر از زکوٰۃ ختم ہو گئی ہے۔ لوگ زکوٰۃ کے منتظر ہیں۔ زکوٰۃ لینے والے لوگ ہیں۔ دنیا میں زکوٰۃ کا سسٹم ہی اس لئے چلتا ہے جہاں اسلامی حکومتیں نہیں ہیں لیکن وہاں مسلمان موجود ہیں تو وہاں زکوٰۃ مستعمل ہے اس لئے کہ جماں لینے والے موجود ہوں اگر وہاں دینے کا نظام بہتر ہے تو زکوٰۃ چلتی ہے۔ اب لوگوں نے زکوٰۃ کٹوادی ہے وہ بنک میں چلی گئی ہے لیکن اس کی disbursement کا کوئی طریق کار نہیں ہے۔ جناب مخدوم صاحب! معاف کیجئے گا میں سپیکر صاحب کی وساطت سے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ پورے سال میں کسی کو ایک پیسا بھی نہیں ملا۔ میں پھر وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Truth Commission ہونا چاہئے تھا اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بھی بننی چاہئے تھی تاکہ اس ڈیڑھ سال کے اندر کچھ accountability سے بچنے کے لئے تاکہ سچ کا چسرہ بے نقاب نہ کیا جائے اعلان کرنے کے باوجود Truth Commission بنایا گیا اور نہ ہی پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بنائی گئی۔

جناب والا! یہاں منسٹر ز بلاک کی ایک بلڈنگ بن رہی تھی۔ اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ایک lavish چیز ہے لہذا یہاں منسٹر ز نہیں ہونے چاہئیں اور one window operation کو

کیا گیا۔ سیکرٹریوں کو وہاں قربت میں بٹھانا تھا کہ لوگ آئیں تو بے چارے رکشوں کے انتظار میں مارے نہ پھریں لیکن اس بلڈنگ کو بھی پرائیویٹائزیشن کمیشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ یہ official announcement ہے کہ ایک سال ہوا سے پرائیویٹائزیشن کمیشن کے حوالے کر دیا گیا ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد اب منسٹر بلاک کے لئے 7 کروڑ روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔ یہ پرائیویٹائزیشن کمیشن کو strengthen کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں یا منسٹر بلاک کے لئے ہیں، یہ کیا دو عملی ہے؟ announcement کریں کہ ہم نے غلط کیا تھا، ہم نے غلط purpose oriented building صاحب، رانا صاحب، ہمارے محترم مولیں صاحب بیٹھ سکتے ہیں، چودھری غفور صاحب وہاں تشریف رکھ سکتے ہیں۔ یہ سب وزراء وہاں پر بیٹھیں۔ انہوں نے اس عمارت کو پرائیویٹائزیشن کے حوالے کرنے کے بعد اس کے لئے 7 کروڑ روپے رکھ دیئے گئے ہیں یعنی اپنے ہی کے ہوئے کو reverse کر رہے ہیں۔ اس کی کوئی justification تو پیدا کریں۔ جب آپ justification پیدا کئے بغیر کوئی کام کرتے ہیں تو اس پر سوالات اٹھتے ہیں کہ آپ کا attitude عوای نمائندوں والا نہیں ہے۔ آپ کا رویہ امیر المومنین والا ہے، آپ کا attitude حجاج بن یوسف والا بن رہا ہے جو کہتا تھا کہ تمہارے سروں کی فصل پک چکی ہے اب ان کو میری تلوار کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ تقریر میں اقليتوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ہم نے ان لوگوں کے لئے کچھ bench marks چھوڑے ہیں۔ ہم نے ان سے سیکھا، ہم نے اپوزیشن سے سیکھا۔ ہم نے اقليتوں کو نہ صرف recognize کیا بلکہ ان کی ایک وزارت بھی بنائی لیکن اس دفعہ اقليتوں کے لئے کوئی بجٹ نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! ہم نے اپوزیشن سے بھی سیکھا، میں اس کی ایک مثال عرض کروں گا۔ ہمارا پر رانا شاہ اللہ صاحب تشریف فرماتھے۔ آپ بھی ان دونوں یہیں پر تھے۔ انہوں نے ہاؤس میں ایک point اٹھایا۔ ہمارے وزیر ایکسائز اس کی مخالفت کرنے لگے۔ رانا صاحب نے کماکہ پانچ مرلے کا گھر کوئی بہت بڑا lavish گھر نہیں ہوتا لہذا اس کو آپ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیں۔ ہمارے منسٹر اور رانا شاہ اللہ خان صاحب کی باتیں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔ وہ فوراً آٹھ کر ہاؤس میں آگئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ رانا صاحب نے بہت اچھے انداز سے اپنے argue کو case کیا۔ رانا صاحب نے کماکہ آپ کے وزیر ایکسائز کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا، میں یہ نہیں ہونے دوں

گا۔ اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ یہ میرا وزیر ہے کوئی boss تو نہیں ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ منستر صاحب آپ بیٹھ جائیں، اس کی مخالفت نہ کریں اور انہوں نے اسی وقت کہا کہ میں پانچ مرلے کے گھروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کا سر ارانا شاء اللہ کے سر جاتا ہے۔ عوام کہتے تھے کہ ہم نے مسلم لیگ (ق) کو پھوڑ دیا، ہم نے مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دیئے۔ گوکہ ان کے ووٹ fifty plus one percent نہیں تھے، ان کی majority نہیں تھی۔ ایک اتحادی آئے جنوں نے ان کو سارا دیا اور اس سارے کے ساتھ دونوں اتحادیوں نے یہاں پر حکومت بنائی تو ان کو اب چاہئے تھا کہ دس مرلے کے گھروں پر ٹیکس معاف کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! تجوہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ افراط زر 22 فیصد ہوا ہے۔ Economist کہتا ہے کہ افراط زر 33 فیصد ہے لہذا ہم اس پندرہ فیصد اضافے کو مسترد کرتے ہیں۔ بحث میں اس پندرہ فیصد اضافے کی announcement کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ دہشت گردی ہمارے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن دہشت گردی کی آڑ میں جو انتظامی خامیاں اور ناہلیاں ہیں ان کو نہ چھپایا جائے۔ آپ کو بخسیاں بتا دیتی ہیں کہ 15 پر attack ہونے والا ہے، آپ کو بخسیاں کوئی روڈ کا بتا دیتی ہیں، بخسیاں آپ کو بتا دیتی ہیں کہ جامعہ نعمیہ target ہے لیکن پھر بھی کچھ نہیں کیا جاتا اور ہو جاتے ہیں۔ بے شک آپ محظ کر رہے ہیں لیکن اس کو مزید improve کریں۔

جناب والا! crime rate 30% بڑھ چکا ہے اور یہ آپ کے اپنے اداروں کے دیئے ہوئے ہیں۔ ہر دو گھنٹے کے اندر ایک لاکھ کیتھی ہو رہی ہے۔ یہاں پر ڈکیتی ٹکریب بن گیا ہے۔ اب تو کھلے عام، چند لوگ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، روٹی کھارہ ہے ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک آدمی بولتا ہے کہ یار میراڑا کے کا وقت ہو گیا ہے لہذا میں نے جانا ہے۔ اس ٹکریب کو ختم کرنے کے لئے بہت مستعد ہونا پڑے گا۔ ہم حاضر ہیں، ہمارا تعاون حاضر ہے۔ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس بارے میں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ کہیں عوام یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ ہمارے کانوں نے جو کچھ سنائے وہ ہماری زبانیں کہنے کے لئے مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اپوزیشن میں ہیں۔ میں قائد حزب اختلاف کی بجائے ایک عام ممبر کی چیزیت سے بھی بول سکتا ہوں۔ جب کسی معاملے میں اپوزیشن ممبر ان کی counting ہو گی تو اس میں اپنا ووٹ کا سٹ کروں گے، کوئی پارلیمانی سیکرٹری اپنا ووٹ نہیں کرو سکے گا۔ آپ کے rules میں لکھا ہوا ہے “Chief Minister means Government”

ٹاسک فورس کے بندے، Ministers and Parliamentary Secretaries” جو حکومتی بخوبی کی طرف چلے گئے ہیں انہیں تو نجی پیٹھنے کی جگہ تک نہیں ملتی۔ صرف ان کا ووٹ count ہو گا جو اپوزیشن والے کرتے ہیں، جو بولتے ہیں۔ اپوزیشن وہ ہوتی ہے جو حکومت کے خلاف بات کرتی ہے یا نشاندہی کرتی ہے۔ اپوزیشن وہ نہیں ہوتی جو مدح سر ای کرتی ہے۔ اپوزیشن وہ نہیں ہوتی جو یہ کہتے ہیں کہ ”حضور! میں نے کیسا کہا، جو شعر لکھوا کر لاتے ہیں۔“ میں آپ سے کہوں گا کہ خدار الائچ جائیں۔ ہم سے بھی یہ غلطی ہوئی تھی۔ یہ ایسا قبیلہ ہے جو کہ قوموں کو بر باد کر دیتا ہے۔

جناب والا! آپ کے پاس بڑے بڑے، اچھے قابل لوگ ہیں جو کہ اپنی پارٹیوں کے ساتھ stud faster ہیں۔ آپ ان لوگوں کو appreciate کریں جو کہ اپنی پارٹی کے ساتھ کھڑے ہیں تو کیا ہم بُرا کام کر رہے ہیں؟ ہمیں اتنا بتا دیا جائے کہ اگر ہم پارٹی کے ساتھ کھڑے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ ہم ان ممبر ان کی قدر کرتے ہیں جو اپنی پارٹی کے ساتھ fast stud ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔ آج ہمارے چند ایک ساتھی بات کریں گے باقی ممبر ان کے نام ہم کل آپ کو فراہم کر دیں گے۔ وزیر قانون صاحب اور ہمارے ساتھیوں نے جس passions کے ساتھ مجھے سنائیں اس کے لئے مشکل ہوں۔ میں نے یا ہمارے ساتھیوں نے اپنی جو معروضات پیش کرنی ہیں حکومتی وزراء نے ان کے notes لینے ہوتے ہیں، غالی کر سیاں notes نہیں لے سکتیں۔ یہی ہم نے صحیح کے وقت عرض کیا تھا کیونکہ اس وقت کر سیاں خالی پڑی تھیں۔ فناں منظر نہیں تھے، فوڈ منظر نہیں تھے، ہیلٹھ منظر نہیں تھے، جیل منظر نہیں تھے۔ یہاں ہاؤس میں حزب اقتدار میں سے ہمارے کوئی بھی ساتھی موجود نہیں تھے۔ چونکہ کر سیاں notes نہیں لے سکتی تھیں اسی لئے ہم نے کورم کی نشاندہی کی تھی ورنہ ہم نہ جانے والے ہیں اور بھاگنے والے ہیں۔ ہم یہیں کھڑے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر!، بہت شکریہ۔ مخدوم سید احمد محمود صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری! پاؤ انت آف آرڈر! جناب سپیکر! وزراء صاحبان کو notes تو لینے چاہیں۔
جناب قائم مقام سپیکر! لغاری صاحب! آپ ماشاء اللہ سینئر ممبر ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ وہاں کی پوری ریکارڈ نگ دیکھیں گے۔ پہلے وزیر قانون صاحب بات کر لیں، پھر مخدوم صاحب اپنی تقریر شروع کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاء اللہ خان) جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف اور محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ notes لینے میں تو کہیں کوئی غلطی ہو سکتی ہے۔ ریکارڈ موجود ہے وہاں سے ہم قائد حزب اختلاف کی پوری تقریر نکلا کر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک لفظ پر غور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر! جی، بہت شکریہ۔ جی، مخدوم سید احمد محمود صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ چونکہ وقت بہت ہو چکا ہے اس لئے میں موٹی موٹی باتیں کروں گا۔

میاں محمد رفیق: پاؤ اہنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! مخدوم صاحب نے چونکہ موٹی موٹی بات کرنی ہے اس لئے وہ اپنا باقی وقت مجھے دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر! جی، آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب کو بات کرنے دیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا۔ میں اس ہاؤس کو اپنی طرف سے کل کرکٹ کا سیئی فائنل جیتنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے باقی توبت سی کرنی تھیں لیکن اب صرف موٹی موٹی باتیں عرض کروں گا۔ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش ہوا ہے کہ جب یہ پورا ملک ایک بہت ہی خطرناک صورتحال سے دوچار ہے۔ پچھلے 60 سالوں سے بجٹ پیش ہوتے آئے ہیں، ان پر بحث بھی ہوتی آئی ہے، بجٹ پر motions cut کبھی پیش ہوتی رہی ہیں لیکن مجھے یاد نہیں کہ کبھی ایسا بجٹ پیش ہوا ہو کہ جب صورتحال یہ ہو، پریشانی کا عالم یہ ہو کہ صوبہ سرحد جو ہمارا صوبہ ہے اس میں elected MNAs and MPAs اپنے حلقوں میں نہیں جا سکتے۔ صوبہ بلوچستان میں اس صوبے کا رہنے والا باعزت، باوقار پنجابی اپنے آپ کو وہاں پر باعزت، باوقار طور پر آزاد نہیں سمجھ سکتا۔ سندھ میں جو صورتحال ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور میں اپنا فرض سمجھ کر آپ کو اور ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے حالات بھی کوئی بہت زیادہ اچھے نہیں ہیں۔ میرا تعلق چونکہ بہاولپور ڈویشن سے ہے میری ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ ہمارے پانچ MNAs ہیں، چار صوبائی اسمبلی کی سیٹیں سندھ سے تھیں اور جنوبی پنجاب سے ہماری نمائندگی ہے۔ میں on floor of the House کھڑا ہو کر آج یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم نے سنجیدگی سے، ایمانداری سے، دیانت داری سے اور جس کی ہم نے تصویریہ ماں پر لگائی ہوئی ہے اس کو حاضر ناظر جان کر اپنے فیصلے نہ کئے تو یہ وقت ہاتھ سے

نکل جائے گا۔ آپ کا اور میرا آخري political badge ہو گا۔ چونکہ ملک اب viable رہے گا لیکن کا، جمورویت کا، Houses کا اور بجٹ کا اس لئے ہمیں بہت سمجھیگی سے اپنی صورتحال پر نظر ڈالنی ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں کے budgets نے اس ملک کا کیا حال کیا؟ ذرا غور فرمائیں کہ budgets نے ہمارا یہ حال کیا کہ آج پنجاب ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں تو پچاس فیصد بچے بھی سکولوں میں enroll نہیں ہوتے۔

جناب والا! مجھے آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ پھر میری concentration نہیں رہتی۔ سکولوں میں پچاس فیصد بچوں کی enrolment نہیں ہے۔ یہ بہت گھمیر situation ہے کہ اتنے بڑے صوبے میں پچاس فیصد students enroll نہیں ہوتے اور جو پچاس فیصد بچے enroll ہوتے ہیں وہ جاہل بن کر باہر نکلتے ہیں۔ میں کارئر صاحب سے پوچھوں گا کہ پنجاب ایجو کیشن بجٹ کیا ہے؟ یقیناً اربوں روپے میں ہو گا، یہ کیسا ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ ہے جو پچاس فیصد بچوں کو تعلیم سے محروم رکھتا ہے اور جو بچاس فیصد بچے وہاں غربت کی وجہ سے داخل ہو جاتے ہیں وہ تعلیم حاصل کئے بغیر جمالت کے اندر ہیروں میں نکل کر باہر آ جاتے ہیں۔ حالت بڑی گھمیر ہے۔ یہ عام وقت نہیں ہے۔ اس وقت اس ملک میں ایک جنسی ہے۔ ہم سب کو مل بیٹھ کر ان چیزوں کو assess کرنا پڑے گا۔ موٹی موٹی دوچار چیزیں ہیں جن کو ٹھیک کرنا پڑے گا اور یہ ٹھیک ہو سکتی ہیں یہ good governance کے ذریعے ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں ٹھیک کی جا سکتی ہیں بشرطیکہ ہم اسے resolve کرنا چاہیں، ہماری political commitment ہو، ہماری board decision making ہو، ہماری Q's D.H.Q's دیباتوں اور علاقوں میں بنے حالت دیکھ لیں، اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے، اربوں روپے کے کیا ہے موجود ہیں لیکن وہاں جو مریض کی حالت ہے اس سے شاید یہ ہاؤس ابھی تک واقف نہیں ہے کیونکہ اگر ہاؤس واقف ہوتا تو آج مریضوں کی یہ حالت ممکن نہ ہوتی۔ ہم نے ان چیزوں پر پہلے کبھی سوچا نہیں۔ یہ کیسا ملک ہے کہ ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ ہے اور ایجو کیشن سے لوگ محروم ہیں؟ یہ کیا ملک بنادیا ہے کہ، ہمیل تھ ڈیپارٹمنٹ ہے، health cover سے لوگ محروم ہیں، یہ کیسا ملک ہم نے ساٹھ سال کے بعد اپنے سامنے لا کر رکھا ہے کہ واپسی ہے اور بھلی نہیں ہے، یہ کیسا ملک بنادیا گیا ہے کہ پولیس کے لئے اربوں روپیہ اس بجٹ میں رکھا گیا ہے مگر law and order ہے۔

جناب والا! میں اس ہاؤس میں جنوبی پنجاب سے نمائندگی کرتا ہوں، مجھے تو اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ ہم اپنے علاقے کو South of Punjab کیوں کہتے ہیں؟ ہمیں یہ نام نہیں دینا

چاہئے۔ ہمیں تو اس کے بارے میں سمجھدی گی سے سوچنا چاہئے کہ آج تک جو پنجاب کی محرومیات ہیں وہ کسی جگہ پر بہت زیادہ کیوں ہیں؟ اگر میں اپنے علاقے کی بات کروں تو ہمارے علاقے میں حالات بہت خراب ہوتے جا رہے ہیں insurgency جو ہم صوبہ سرحد میں دیکھ رہے ہیں، جو صوبہ سندھ میں دیکھ رہے ہیں، جو بلوچستان میں دیکھ رہے ہیں وہ وقت دور نہیں جب یہ insurgency کی باتیں آپ جنوبی پنجاب سے سُنیں گے بلکہ آپ اگر اخبار میں پڑھیں، آرٹیکل دیکھیں تو ابھی سے بات آ رہی ہے کہ جنوبی پنجاب میں problems ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاہور میں بیٹھے ہوئے ہمارے بیور و کریٹس نے، ہمارے سیاستدانوں نے، ہمارے علاقے کو مکمل طور پر ignore کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے علاقے میں سکول نہیں ہیں، کالج نہیں ہیں، میڈیکل کالج نہیں ہیں۔ سڑکیں نہیں ہیں۔ میں آج اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر اپنی اس حکومت کو، جس کو میں نے support کیا ہے اس سے مطالبه کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس بحث میں جنوبی پنجاب کے لئے کم از کم 50-50 روپیہ مختص کیا جائے۔ ہم پیسے نہیں مانگتے ہم ان سے grant نہیں مانگتے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہمیں سٹ بنا دو کہ ہم کہتے کان لپیچھے ہیں۔ ہم جملہ سے، گوجرانوالہ سے کتنے پیچھے ہیں؟ مجھے یہ بتا ہے کہ ضلع رحیم یار خان 36 لاکھ آبادی کا ضلع ہے، چار گرلنڈ گری کالج، چار بوانڈ گری کالج میرے والد صاحب نے 1956 میں بنوائے تھے، پانچواں نہیں بنایا۔ گوجرانوالہ 36 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے سولہ گرلنڈ گری کالج، اکیس بوانڈ گری کالج ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی کم ہیں لیکن جب تک چارواں کو آپ سولہ پر نہیں لائیں گے آپ کیسے یہ سوچیں گے کہ insurgency کے how know technical know کے ان لوگوں کو میراث پر کام ملے گا؟ اب رحیم یار خان اس حساب سے بہت ضلع ہے کہ وہاں پر F.F.C موجود ہے، جو کہ ایک multi Liver's Brothers largest fertilizer company ہے، وہاں پر national company ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر بے شمار اور انڈسٹری بھی موجود ہے لیکن آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ ان انڈسٹریز میں upper punjab کے لوگ ہیں، ان انڈسٹریز میں سندھ کے بڑے شرکت آباد اور کراچی کے لوگ ہیں۔ ہمارے لوگ نہیں ہیں کیونکہ لیکنیکل انٹریو ہی نہیں ہیں۔ ان کے پاس skills ہی نہیں ہیں۔ ان کو کون نوکری دے گا تو وہ اسی لئے طالبانائزشن کی طرف جا رہے ہیں اور ان کے پاس بھرتی ہو رہے ہیں۔ یہ جو وزیرستان میں، وانا میں اور صوبہ سرحد میں ہو رہا ہے یہ deprivation economic ہے۔ اس ملک میں آج بھی دیکھ

لیں، جماں پر بھی economic deprivation نہیں ہے وہاں پر حالات اللہ کی مربانی سے پُر سکون ہیں، جماں پر economic realities negative ہیں وہاں سے یہ insurrections کی آواز آ رہی ہے۔ اس بحث پر ہم سب کو سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا، ہمیں priorities بنانی پڑیں گی۔ کم از کم میرے علاقے کی priorities بنادی جائیں ہمیں بتایا جائے کہ کیا ہماری قسمت میں 1950 سے صرف چار گرلنڈ گری کا لج ہیں؟ یہ پانچ یا چھ یا آٹھ یادس نہیں ہو سکتے؟ یہ کرنے پڑیں گے، اگر انصاف نہ کیا گیا، تھار کو اس کا حق نہ دیا گیا، اگر ان علاقوں کو جن میں احساسِ محرومی پایا جاتا ہے ان کی احساسِ محرومی کو دور نہ کیا گیا تو پھر یہ فیصلے اس طرح ہوں گے جس طرح خدا نخواستہ باقی جگہ پر ہو رہے ہیں۔ میں warn کرتا ہوں اس حکومت کو، اپنے آپ کو، اس ہاؤس کو خدار!! انصاف دیں، good governance کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ جو بحث بنایا گیا ہے اس میں حصہ دیں اور میں 50۔ ارب روپے کی demand اس لئے کرتا ہوں کہ یہ بہت کم رقم ہے، یہ کوئی زیادہ رقم نہیں ہے۔ 70۔ ارب روپیہ تو فوڈ سٹیپ پروگرام میں رکھا گیا ہے۔ اگر جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو ختم کرنے کے لئے 50۔ ارب روپے کا فنڈ رکھا جائے اور یہ ایسے نہ رکھا جائے جیسے پہلے رکھا جاتا ہے، اس دفعہ بھی میں نے پڑھا ہے اس بحث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے 5۔ ارب روپیہ رکھ دیا ہے۔ ہمیں بھیک نہیں چاہئے۔ ہم آپ سے بھیک نہیں مانتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جو allocation ہو وہ targeted allocation ہو۔ ہمیں بتا ہونا چاہئے کہ جنوبی پنجاب میں حکومت کا کیا ارادہ ہے، حکومت کتنے ڈگری کا لج بنائے گی، ہمیں بتا ہونا چاہئے کہ جنوبی پنجاب میں حکومت کتنے پر اسٹری سکول بنائے گی، ہمیں بتا ہونا چاہئے کہ کتنے کلو میٹر سڑک بننے گی، ہمارے ضلعوں میں جو مریض ہیں جو بغیرِ دولی کے سک سک کر رہے ہیں ان کے لئے کیا رکھا گیا ہے، اگر ہمیں ویسے کہہ دیا جائے گا کہ آپ کے لئے 5۔ ارب روپیہ رکھ دیا گیا ہے تو اس کا بھی حال وہی ہو گا جو پچھلے سالوں میں بحث کا ہوتا آیا ہے تو کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ میں آپ کو آج گارنٹی سے کہہ دوں کہ یہ ہم politicians کا آخری badge ہو گا اور پھر جو وقت آئے گا اس پر ہم سب بچھتا کیں گے اور پھر آپس میں بیٹھ کر باتیں کریں گے کہ ہم یہ کر لیتے تو ایسے ہو جاتا، ہم یوں کر لیتے تو ایسے ہو جاتا لیکن پھر وقت گزر چکا ہو گا، یہی ٹائم ہے، یہی بحث ہے اس کے بعد کوئی اور موقع ہمیں نہیں ملنے والا لہذا ہم سنجیدگی سے اس ہاؤس کی عزت اور وقار کو دیکھیں۔ یہ وہ ہاؤس ہے جس نے اس پنجاب کو بہت بڑے بڑے لیدر دیئے۔ کیا آج اس ہاؤس کا یہ فرض نہیں ہے کہ یہ بیٹھے اور سنجیدگی سے اس بارے میں سوچ

جبکہ ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے؟ صوبہ سرحد میں آگ لگی ہوئی ہے، بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے، صوبہ سندھ میں آگ لگی ہوئی ہے، کراچی اور حیدرآباد میں target killings ہو رہی ہیں۔ rural Sindh میں کوئی آدمی محفوظ نہیں ہے۔ میں سندھ کے بارڈر پر بیٹھا ہوں اور آپ کو گارٹی دیتا ہوں کہ آپ پنجاب کی نمبر پیٹ والی گاڑی سندھ میں لے کر چلے جائیں اگر وہ گاڑی safe ہو گئی تو میں اپنا نام بدل دوں گا۔

جناب والا حالات بڑے گھمیں اور control out of issues سے نکلا پڑے گا اور اصل Education Department کو اربوں روپیہ دے دیا جائے اور اس کے ذمے Education Minister نہیں ہے۔ ایک سال ہو گیا ہے Education Department نہیں ہے اور 60 سال ہو گئے ہیں جناب والا دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے۔ یہ کب تک چلے گا، کب تک غریب آدمی کے بغیر تعلیم سے محروم رہیں گے؟ آج بھی صوبائیہ یا دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں 50 فیصد بچوں کی enrolment ہے، ان کے پاس سکول جانے کے لئے جگہ ہی نہ ہو اور دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں سکولوں میں 50 فیصد بچے enroll ہوں اور جاہل بن کر باہر نکلیں۔

جناب والا دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ مریض ہسپتال میں جائے اور بیمار ہو کر باہر نکلے۔ دنیا ہسپتالوں میں جاتی ہے اور صحت یاب ہو کر باہر آتی ہے۔ ہم نے پہلے 60 سالوں میں ایسے بجٹ پیش کر کے ایسے جھنڈے گاڑے ہیں کہ مریض ہسپتال کے اندر جائے تو مر کر باہر نکلتا ہے کیونکہ وہاں ڈاکٹر ہے، دوائی ہے، آپ یعنی تھیٹر ہے، post operative ہے اور نہ ہی نرنسنگ ہے۔

جناب والا دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے آپ جا کر چیز میں واپڈا کو دیکھیں تو سی، میں کہتا ہوں کہ مغل بادشاہ کا ایسا دفتر نہیں تھا جیسا آج ہم نے چیز میں واپڈا کو بنایا ہے۔ جب آپ اسے ایسا دفتر دیں گے تو ہم اسے وہاں کیرٹے مکوڑوں کی طرح نظر آئیں گے تو پھر بھلی تو نہیں ہو گی نا۔ ہمیں یہ بتیں سوچنی پڑیں گی۔ ہمیں اس جاہ و جلال سے نکلا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کر دوں کہ عوام میں جو dissonancy پیدا ہو رہی ہی ہے وہ ہمارے جاہ و جلال کو دیکھ کر ہو رہی ہے۔ Prime Minister کا cabin care 45 گاڑیوں پر کلتا ہے، Chief Minister کا cabin care 30/35 گاڑیوں پر کلتا ہے، وزروں کا cabin care کلتا ہے، آگے ڈالے، پیچھے ڈالے، ہم ڈالے والے نہیں ہیں، ہمارے پاس تو حق حلal کے پیسے

ہیں، ہمیں تو شرم آتی ہے کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی gunman بھی بیٹھ جائے کیونکہ وہ ہمارے باپ کے ساتھ بیٹھا، نہ ہمارے دادا کے ساتھ بیٹھا۔ ہماری شرافت ہی ہماری حفاظت ہے، ہماری ہمدردی ہماری حفاظت ہے، ہمارے بزرگوں کی دعائیں اور نیکیاں ہماری حفاظت ہیں۔ آج ہم نے اپنی حفاظت کے لئے ڈالے منگوانے، اتنا غریب ملک جمال تعلیم نہ ہو، اتنا غریب ملک جہاں صحت نہ ہو، اتنا غریب ملک جمال بھلی نہ ہو وہاں آگے پیچھے ڈالوں پر لکتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے عوام ہمیں معاف کر دے گی، آپ کا کیا خیال ہے یہ "have notes and have" کی جو لڑائی ہو رہی ہے اس میں "have notes" ہر جائیں گے اور یہ جو چیز میں واپڈا جیسے لوگ دفتروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو cabin cares میں آگے پیچھے جا رہے ہیں یہ نجک جائیں گے، یہ نہیں بیٹھیں گے۔ یہ cabin cares، یہ ڈالے، یہ سکیورٹی گارڈز ہمیں نہیں بچاسکتے۔ ہمیں اگر کچھ بچاسکتا ہے تو وہ اللہ کا خوف ہے۔ اللہ کا خوف کریں، خدار! اس جاہ و جلال کو ختم کرنے کا اعلان کریں۔ اللہ کا نام نامیں، حکومت کے پیسے کو ضائع مت کریں۔ اگر education فراہم نہیں کر سکتا، ہمیں 6 دن بیٹھ جائیں اور Education Department اس وقت تک نہ اٹھیں جب تک یہ فیصلہ نہ کر لیں کہ یہ اربوں روپیہ جو education کو دیا جا رہا ہے یہ ان کی pockets کے لئے دیا جا رہا ہے education پھیلانے کے لئے دیا جا رہا ہے اور اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم ان کی pockets کے لئے نہیں دینا چاہتے تو پھر خدا کے لئے اس Education کو ایک سال کے لئے بند کر دیں اور یہ پیسا ان بچوں کو جا کر دے دیں تاکہ وہ نچے pockets سکولوں میں یا ملک سے باہر جا کر تعلیم حاصل کر سکیں کیونکہ بجٹ میں Education کا اتنا پیسا ہے ان کے جو privileges پر خرچ ہو رہا ہے۔ ہمیں بیٹھ کر سوچنا پڑے گا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں، ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے لہذا میرٹ پر فیصلے ہونے چاہیں، governance، ہونی چاہئے، ہمارے ایمپی اے / ایم این اے صاحبان بشوں میں، ہمیں اپنا جاہ و جلال ختم کرنا چاہئے، ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہمیں خون کے آنسو رونا پڑیں گے اور یہ قائد اعظم کا ملک آپ سے یہ تقاضا کرے گا کہ آپ لوگوں نے 60 سالوں میں اس ملک کا کیا حلیہ بنایا۔

جناب والا! میں آخر میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میں اپنی 28 سالہ سیاسی زندگی میں اب بڑی openly سرائیکی صوبے کی بات سننے لگ گیا ہوں۔ میں جو بات آپ کو بتا رہا ہوں اس کو غور سے نہیں۔ سرائیکی صوبے کی بات جو عام ہونے لگ گئی ہے یہ antibiotic mild ہے، اگر سرائیکی

صوبہ بن جائے شاید governance بہتر ہو جائے۔ اگر اس بات پر open discussion کی اور میرا کوئی electoral motive نہیں ہے، مجھے اس وقت کوئی عمدہ impress نہیں کرتا کہ شاید میں یہ باتیں کسی عمدے کے لئے کر رہا ہوں۔ میں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ اگر اس openly debate کو کیا گی تو اس سے بھی مجھے insurgency کی بُوا رہی ہے۔ مجھے وہ بُوا رہی ہے جو آج سے بیس سال پلے بلوچستان سے آیا کرتی تھی، مجھے وہ بُوا رہی ہے جو آج سے دس سال پلے صوبہ سرحد سے آتی تھی تو آپ کے پاس real issues کے لئے یہی قائم ہے۔

If This is the time to get hold of the bull bites horns.
If he does not get hold of its bites horns, we have had it.

نہیں سنبھال سکیں گے، یہ حالات بگڑتے چلے جائیں گے اور اس نجی پر پہنچ جائیں گے کہ پھر ہم ہوں گے، نہ آپ ہوں گے اور پھر خلق خدا رکرے گی لہذا ہم سب خلق خدا کے نمائندے ہیں۔ ہمیں خلق خدا کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرنا چاہئے، ہمیں میرٹ پر فیصلے کرنے چاہیں اور ہمیں political scoring point سے باہر نکلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک اور بات کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ہمیں اپنے آپ میں maturity لانا پڑے گی، ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرنا پڑے گا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اسمبلی معرضِ وجود میں آئے، مخدوم احمد محمود فنگشنل لیگ سے elect ہو کر آئے، اپنی مرضی سے شہباز شریف purpose کرے، شہباز شریف صاحب کی حکومت قائم ہو، اللہ تعالیٰ اسے وزیر اعلیٰ کا عمدہ دے اور جیسے ہی عمدہ ملے تو آپ کی پارٹی کے اندر ہی جلن ہو۔ مخدوم احمد محمود جن کو ہرا کر آیا ہے اور جن کی خلافیں ضبط کرو کر آیا ہے اس کو (ن) لیگ اٹھا کر عمدے دے دے، یہ کیسی سیاست ہے؟ جب یہ سیاست رحیم یار خان والے دیکھتے ہیں یا ہماری طرف کے لوگ دیکھتے ہیں تو اس سے نیک نامی نہیں ہوتی۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں عزت دار اور باوقار آدمی ہوں۔

رانا محمد ارشد: پاؤ ائٹ آف آرڈر۔ یہ بحث پر بات کر رہے ہیں؟ ---

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ یہ دیکھنا کام ہے۔ Chair

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں اسی mentality کے خلاف تقریر کر رہا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہمیں برداشت کرنا سمجھیں۔ ہم مظلوم علاقوں کے مظلوم لوگ ہیں۔ آپ ہماری بات سن لیا کریں اور اگر میری کوئی بات ناگوار گزری ہے تو میں پیشگی معافی مانگتا ہوں لیکن میری بات ضرور سنیں۔ میں قسم کھا کریے کہتا ہوں، میں اس ہاؤس کو گواہ بنایا کہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کا یہ فیصلہ کہ میرے مخالفین کو شمال کیا گیا ہے اگر وہ مسلم لیگ کے فائدے میں ہوتا، یہ مسلم لیگ کا قد بڑھاتا، یہ فیصلہ مسلم لیگ کا image ہے کہتا تو میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں کبھی یہ شکایت بھی نہ کرتا لیکن اپنے فیصلے پر نظر ثانی تو کریں۔ آپ کا یہ کام نہیں ہونا چاہئے کہ باعزت اور باوقار لوگوں کا دل دکھائیں۔ آپ باعزت اور باوقار لوگوں کی دھرنی کو محروم رکھیں اور جو اپنی سیاسی حکمت عملی کی وجہ سے اس محرومی کا شکار ہو جائیں ان کو آپ لوگ سونے کا تاج پہنانیں تو میں اس رویے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔

جناب والا! میں اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر آخری دفعہ یہ گزارش کرتا ہوں اور پھر میرے منہ سے یہ شکایت نہیں نکلے گی کہ خدار! ہماری طرف توجہ دی جائے۔ ہماری تعلیم کی طرف توجہ دی جائے، ہمارے صحت کے شعبے کی طرف توجہ دی جائے، سڑکوں کی طرف توجہ دی جائے، کالجوں کی طرف توجہ دی جائے، میڈیکل کالجوں کی طرف توجہ دی جائے، ٹیکنیکل اور اول کی طرف توجہ دی جائے اور خدا کے لئے اس politics پر توجہ دینا بند کی جائے۔ بہت بہت مریانی شکریہ جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح آپ سب معزز ممبر ان کو پتا ہے کہ آج بجٹ پر بحث ہونی تھی اور وقت سارا ہے بارہ بجے تک کا تھا جس کو بڑھا کر ڈیڑھ بجے تک کیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مخدوم احمد محمود صاحب غالباً باہر چلے گئے ہیں۔ مجھے کافی حیرت اور پریشانی ہو رہی تھی کہ انہوں نے اتنی angry speech کی لیکن ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے آخر میں اس کی وجہ بھی بیان کر دی۔ پرسوں پارلیمنٹی پارٹی کا اجلاس تھا تو مخدوم صاحب وہاں پارلیمنٹی کے اجلاس میں شریک تھے بلکہ سُنْح پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کے ساتھ تشریف فرماتھے تو انہوں نے اس وقت کوئی بات نہیں کی۔ اگر یہ اس وقت بات کرتے تو ان چیزوں کا ازالہ ہو سکتا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں یہ بات ہو گی۔ اس کے بعد مکل پھر ایک واقعہ ہوا کہ چیز میں P.C.A. کا انتخاب تھا، اس میں بھی ان کو تھوڑی سی ناراضگی ہوئی۔ بہر حال انہوں نے اتنی angry speech کی ہے تو میں ان کو لقین دلاتا ہوں کہ بعد میں انہوں نے اس کی جو

وجوہات بیان کی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ازالے کے لئے ہم کوشش کریں گے کہ آپ کا دل نہ دکھائیں بلکہ آپ کا دل ٹھنڈا کریں گے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے لئے بستہ قابل احترام ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپکر! میں رانا صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ میں اس ہاؤس کو ایک دفعہ پھر گواہ بنائے اور اس اللہ کو جس نے مجھے پیدا کیا ہے اس کو گواہ بنائے کہتا ہوں کہ میرا کوئی interior motive نہیں ہے۔ شہباز شریف صاحب میری عزت کرتے ہیں ان کی مریانی ہے ہماری بست پرانی دوستی ہے اور جب وہ exile میں بھی تھے تو میری ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی شاید یہ وجہ ہے کہ وہ میری قدر کرتے ہیں۔ میں نے کبھی مصلحت سے کام نہیں لیا۔ جب (ق) لیگ کی حکومت جو بن پر تھی، پرویز مشرف صاحب جو بن پر تھے اور چودھری پرویز اللہ صاحب سب سے مضبوط ترین وزیر اعلیٰ تھے میں نے تب بھی مصلحت سے کام نہیں لیا۔ یہ کہنا نہیں چاہئے لیکن میں سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے باپ دادا سے ایک چھوٹی سی بادشاہی ہمیں دی ہوئی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیں بتایا ہے کہ governance کیا ہوتی ہے۔ میرے والد مجھے بتا کر گئے ہیں جہاں چودھری ظمیر الدین صاحب بیٹھے ہیں وہاں بیٹھا کرتے تھے۔ انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی تو کہا کہ governance یہ ہوتی ہے۔ میرے دادا نے میری تربیت کی انہوں نے کہا کہ governance یہ ہوتی ہے۔ میری دادی علی گڑھ کی پڑھی ہوئی تھیں۔ میں بچپن میں محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ، لیڈی ہارون، لیڈی پریم دیت اللہ اور لیڈی لیاقت علی خان کی گودوں میں کھیلا ہوں۔ مجھے یہ چیزیں impress نہیں کرتیں۔ میں نے تو جو بات کی ہے وہ میں نے ایک ممبر کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا ہے کیونکہ کل کو کم از کم تاریخ مجھے اس لئے معاف کر دے گی کہ میں نے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر اپنا فرض ادا کر دیا آگے حکومت آپ کی ہے، ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ آپ کا ہے، ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ آپ کا ہے اور پارٹی آپ کی ہے آپ ٹھیک کریں یا نہ کریں۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور میں یہ بتیں قائد ایوان سے بھی کرتا رہتا ہوں اور وہ ان بالوں پر مجھ سے اتفاق کرتے ہیں لیکن حالات ایسے ہیں کہ کچھ ہو نہیں پا رہا۔ لہذا رانا صاحب! میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مجھے آپ سے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ مجھے کسی عمدے کا کوئی لائق نہیں ہے۔ آپ شہباز شریف صاحب سے پوچھ لیں۔ انہوں نے مجھے اصرار کیا اور زور دیا کہ وزیر بنوں لیکن میں نے کہا کہ نہیں اب نہیں بنوں گا۔ مجھے کوئی وزیر نہیں بناسکتا۔ میں floor of the House openly کہہ رہا ہوں اس لئے کہ میں committed اور وفادار پاکستانی ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزارت میرے

لئے اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنا کہ وزارت کارزار اہمیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں وزیر بن بھی جاؤں اور کچھ کر بھی نہ سکوں تو پھر مجھے ایسی وزارت نہیں چاہئے۔ لہذا مجھے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ میں اس ہاؤس سے ایک دفعہ پھر request کرتا ہوں کہ میری باتوں کو سیاسی طور پر نہ لیا جائے۔ یہ باتیں ایک پاکستانی نے پاکستان کی وفا کی خاطر کی ہیں۔ خدار! ان پر سمجھدگی سے توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! میں نے جو باتیں کی ہیں departments کو بلا کر ان سے پوچھ لیا جائے کہ 50 فیصد enrolment ہے یا نہیں ہے، اگر 50 فیصد ہے تو پھر اس بجٹ کا فائدہ کیا ہے۔

Why this budget is comes after sixty years if we are to point out fifty percent of students are unable to enroll with sense in education department.

میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ 60 سال کے بعد یہ ایجوبہ کیشن ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے؟ میری یہ گزارشات تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں جیسے پلے بات کر رہا تھا کہ ہم نے سماں ہے بارہ سے ڈیڑھ بجے تک وقت کو بڑھایا ہے۔ آج بجٹ پر بحث کرنے والے ارکین کی لمبی فہرست ہمارے پاس پڑی ہے۔ صحن جو کچھ بھی ہوا لیکن بجٹ پر وہ لوگ بات نہیں کر سکے۔ اگر ہاؤس مناسب سمجھتا ہے اور اس وقت یہاں پر قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں کیا ہم اس ہاؤس کو جمعہ کی نماز کے بعد بھی continue کر لیں یا کل پر لے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! بجٹ پر بحث اپوزیشن کا حق فائق ہوتا ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف اس بات کو مناسب خیال کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین خان): جناب سپیکر! آج مقدس جمعۃ المبارک کا دن ہے اور لوگوں نے جمعہ کی نماز کے لئے جانا ہے۔ اس کے لئے ایک اہتمام ہوتا ہے اور نمازی دعا اور عبادت کی حالت میں ہوتے ہیں، کل سے جو دن ہفتہ، سو موار اور منگل ہیں۔ ان میں آپ extension کا mood بنالجھے گا تو سب لوگ ان دونوں میں تقریر کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ کل بھی سالانہ بحث پر عام بحث جاری رہے گی۔ عام بحث کے لئے 23 جون 2009 تک کے دن مختص کئے گئے ہیں اور جن ارکین کے نام آج تھے ان کو کل اسی طرح کیا جائے گا۔ بہت شکریہ take up

اب اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 20 جون 2009 کو 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا

جاتا ہے۔